# ذکر

## حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ


تالیف

خادمِ دینِ اسلام

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور



ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک B-III گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور

042-36880027-28,0300-4274936

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | ''ذکر حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ'' |
| مؤلف | : | خادم دین اسلام **منیر احمد یوسفی** (ایم۔اے) |
| | | مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور۔ |
| پروگرامنگ | : | محمد عثمان علی یوسفی |
| کمپوزر و ڈیزائنر | : | حافظ محمد عظیم احمد یوسفی، زبیر بٹ یوسفی۔ |
| کمپوزنگ | : | ابوبکر کمپوزنگ سینٹر 28-042-36880027 |
| پروف ریڈنگ | : | مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، علامہ مولانا حافظ محمد رضوان انور یوسفی، مفتی علامہ محمد آصف یوسفی |
| پہلی مرتبہ | : | ۳۵۰۰ مئی ۲۰۰۷ء بمطابق ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ |
| دوسری مرتبہ | : | ۲۲۰۰ مئی ۲۰۱۳ء بمطابق جمادی الآخر ۱۴۳۴ھ |
| تیسری مرتبہ | : | ۵۰۰۰ فروری ۲۰۱۵ء بمطابق [illegible] ۱۴۳۶ھ |
| ناشرین | : | صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔سی۔ایس) |
| | | مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی |
| | | صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی |

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای۔میل ایڈریس info@seedharastah.com

# فہرست مضامین

## بفیضانِ نظر

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیّرِ اوجِ شرافت،
مصرِ محبت، زبدۃ العارفین، پیکرِ صدق وصفا، عاشقِ رسول
فنافی الرسول، پروانۂ توحید ورسالت، امین علم لدُنی، قطبِ جلی
نائب غوث الثقلین، منظورِ نظر داتا گنج بخش

حضرت قبلہ علامہ مولانا

## حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

﴿نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی﴾

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

### مرکزِ انوار وتجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶۷۱ گ۔ب
تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد

# اِنتساب

بندۂ ناچیز اپنی اِس تالیفِ لطیف کو اُن اہلِ اِیمان کے نام منسوب کرتا ہے جو اپنی زندگیاں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ، اہلِ بیتِ عظام رضی اللہ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے فرامین اور نمونے کے مطابق بسر کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کی عطاء کو مانتے ہیں، نیز نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فیضانِ کرم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے روحانی تصرف کے قائل ہیں۔

نیاز کیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

# ولی کے معنی

سوال: لفظ ولی کے کیا معنی ہیں؟

جواب: لفظ ولی عربی زبان کا لفظ ہے اور مذکر ہے' لغوی طور پر اِس کے کئی معنی ہیں۔ مثلاً (۱) مالک' آقا' صاحب' سردار' وارث' سرپرست' محافظ' مربی (۲) دوست' مددگار' متصرِف' قابض (۳) محبوبِ الٰہی' مقربِ خدا' بزرگِ دین' پیرومرشد' زاہد' پارسا' پرہیزگار' نیک بخت' عارف' صابر' شاکر' عابد' اور سالک وغیرہ۔

لفظ ولی اور اِس کی جمع اَولیاء کے معنی' قرآنِ مجید میں آیاتِ مبارکہ کے سیاق وسباق کے مطابق دیکھے جاتے ہیں۔ کہیں ولی کے معنی دوست کے آتے ہیں' کہیں مددگار' کہیں سرپرست اور کہیں اللہ عزوجل کا مقرب اور مقبول بندہ جسے عرف عام میں ولی اللہ کہتے ہیں۔ جو بڑا مشہور اور عام اِستعمال ہونے والا لفظ ہے۔

قرآنِ مجید اور اَحادیث مبارکہ نے اللہ عزوجل اور اِنسان کا اَیسا تعلق بیان کیا ہے کہ اگر اِنسان قوانینِ خداوندی کی پابندی اور اِطاعتِ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو شیوہ زندگی بنالے تو اللہ عزوجل اُس کا' اور وہ اللہ عزوجل کا ولی بن جاتا ہے۔ (یعنی دوست اور اِس طرح قوانین کی اِطاعت سے اُس بندۂ خدا کے ہاتھوں میں رَبّ ذوالجلال والاکرام کے کائناتی پروگرام کی شان ظاہر ہوتی ہے اور کائنات میں حسن ونکھار پیدا ہوتا ہے اَولیاء اللہ کسی خاص زبان' ملک' قوم' رنگ ونسل اور خاندان سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ جو بھی قوانینِ خداوندی کی پابندی کرتا ہے اور محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اِتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اِختیار کرتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا ولی بن جاتا ہے۔

قرآنِ مجید میں رَبّ ذوالجلال والاکرام نے مختلف آیاتِ قرآنیہ میں ولی اور اَولیاء کا تذکرہ فرمایا ہے۔ جس جگہ محض دوست کے معنوں میں یہ لفظ اِرشاد فرمایا گیا ہے' وہاں مومن کافر بھی کے لئے اَولیاء کا لفظ اِرشاد فرمایا ہے۔ مثلاً اِرشادِ خداوندی ہے۔

(۱) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ط (الانفال:۷۳) ''اور کافر ایک دوسرے کے دوست ہیں''۔

(۲) وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ م... (التوبۃ:۷۱) ''اور ایمان والے مرد (آپس میں) اور ایمان والی عورتیں (آپس میں) ایک دوسرے کے دوست ہیں''۔

(۳) ..وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ط... (الجاثیہ:۱۹) ''بے شک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں''۔

مذکورہ بالا تین آیاتِ مبارکہ میں اَولیاء کا لفظ کافروں، ظالموں اور مومنوں کے لئے فرمایا گیا۔ اِن تینوں مقامات میں اَولیاء جو ولی کی جمع ہے۔ دوست، ساتھی، رفیق، حمایتی، مددگار کے عام معنوں میں اِرشاد ہوا ہے۔

جہاں اَولیاء اللہ اِرشاد فرمایا گیا ہے، وہاں اُن کے اَوصاف کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔ مثلاً اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ ج صلے (یونس:۶۲) ''سن لو! بے شک اللہ (عزوجل) کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم''۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ ط (یونس:۶۳) ''وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں''۔

یعنی یہ حضرات عقیدہ کے لحاظ سے پکے سچے مومن اور محبِ رسول ﷺ ہوتے ہیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کا تاج پہنے ہوتے ہیں۔ اِن کے اَعمال و اَخلاق اَچھے اور رزقِ حلال کے نور سے منور ہوتے ہیں۔ اِن کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی طرف سے اِنعام ہے:-

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ط.... (یونس:۶۴) ''اِنہیں دُنیا اور آخرت کی زندگی میں خوش خبری ہے''۔

یہ وہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ عزوجل اور ایمان والے اَولیاء اللہ کہتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں ایک مقام پر اِس اَنداز میں اَولیاء اللہ کی پہچان کروائی گئی ہے:

...اِنْ اَوْلِيَآءُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ... (الانفال:۳۴)

"بے شک اُس کے اَولیاء تو پرہیز گار ہی ہیں"۔

لفظ ولی مشترک ہے' یہ اللہ تبارک وتعالیٰ' رسول اللہ ﷺ اور مومنین سب کے لئے بولا جاتا ہے۔ اِرشادِ ربّ ذُوالجلال والاکرام ہے:۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۝ (المائدۃ:۵۵) "تمہارے دوست نہیں مگر اللہ (عزوجل) اور اُس کا رسول (ﷺ) اور اِیمان والے جو کہ نمازِ (پنجگانہ) قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ (عزوجل) کے حضور جھکے ہوئے ہوتے ہیں"۔ اَوّلین اَولیاء کرام' صحابہ کرام اور اہل بیت (رضی اللہ عنہم) کے اَفراد ہیں۔

دوست کے معنوں میں لفظ ولی ظالموں' کافروں منافقوں' یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ کے لئے بھی بولا جاتا ہے یہاں تک کہ شیطان کے پجاریوں کے لئے بھی لفظ ولی اور اَولیاء بولا جاتا ہے۔

اِرشادِ خداوندی ہے:۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ... "اِیمان والے (اللہ تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں لڑتے ہیں اور کفار شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں"۔

...فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ... (النسآء:۷۶)

"تو شیطان کے دوستوں سے لڑو"۔

ایک مقام پر فرمایا:...وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ... (الانعام:۱۲۱) "اور بے شک شیاطین اپنے دوستوں (یعنی کافروں) کے دلوں میں (وسوسے) ڈالتے ہیں"۔

## ولایت کی اَقسام:

عرفِ عام میں ولی یا ولی اللہ اُسے کہا جاتا ہے جو نیک' بزرگ' پارسا آدمی ہو۔ ولایت تین طرح کی ہوتی ہے۔

(۱) وہبی ولایت، (۲) عطائی ولایت اور (۳) کسبی ولایت

وہبی ولایت وہ ہوتی ہے جو کسی خوش بخت کو پیدائشی طور پر نصیب ہوتی ہے جیسے حضرت سیّدہ بی بی مریم علیہا السلام، خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیّدنا اِمام حسن اور حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت ابو الحسن خرقانی، غوثِ اعظم اور حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ (رضی اللہ عنہم) وغیرہم کو۔

عطائی ولایت وہ ہوتی ہے جو کسی خوش نصیب کو چلتے چلتے بعنایتِ خداوندی ملتی ہے جیسے حضرت فضیل بن عیاض اور بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما وغیرہم کو۔

کسبی ولایت وہ ہوتی ہے جو کسی خوش نصیب کو شب و روز مجاہدے، عبادات کرنے، اَوراد و وظائف کے پڑھنے اور رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتباع کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

سورۃ الفرقان میں اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کی تعریف کرتے ہوئے اُن کے درج ذیل اَوصاف بیان فرمائے ہیں: (۱) وہ زمین پر آہستگی، عاجزی اور اِنکساری سے چلتے ہیں، (۲) جب جاہل اُن سے کج بحثی کرتے ہیں تو وہ بس سلام کہہ دیتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اُنہیں راہِ ہدایت نصیب ہو جائے، (۳) وہ اپنی راتیں اپنے رَبِّ کریم کے حضور سجدے اور قیام کرتے ہوئے گزارتے ہیں، (۴) اللہ عزوجل کے عذاب سے پناہ چاہتے ہیں، (۵) وہ فضول خرچ نہیں ہوتے، (۶) وہ کنجوس نہیں ہوتے بلکہ، (۷) درمیانی راہ اِختیار کرتے ہیں (ہر اچھے کام میں خرچ کرتے ہیں۔ کیونکہ نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا فضول خرچی نہیں ہوتا، (۸) وہ اللہ تبارک وتعالیٰ (معبودِ برحق) کے سوا کسی معبودِ باطل کی عبادت نہیں کرتے، (۹) جس جان کی حرمت اللہ تبارک وتعالیٰ نے رکھی ہے اُس کو ناحق قتل نہیں کرتے، (۱۰) بدکاری نہیں کرتے، (۱۱) جھوٹی گواہی نہیں دیتے، (۱۲) بے ہودہ باتوں کو نہ سنتے ہیں، نہ بے ہودہ کام کرتے ہیں اور اگر کہیں اَیسا واقعہ ہو تو وہاں سے بڑی شرافت کے ساتھ گزر جاتے ہیں، (۱۳) جب اُنہیں رَبِّ کائنات کی آیاتِ مبارکہ یاد دِلائی جاتی ہیں تو اندھے اور

بہرے بن کر نہیں سنتے بلکہ غور و فکر کرتے ہیں، (۱۴) اللہ عزوجل سے اپنی بیویوں اور اولادوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سوال کرتے ہیں۔ اور (۱۵) پرہیز گاروں کی پیشوائی کے طالب ہوتے ہیں۔ (الفرقان آیت نمبر ۶۳ سے آیت نمبر ۷۴ تک)۔

سوال: اولیاء اللہ کے اور کیا اوصاف ہیں؟

جواب: حضرت علامہ محمد یحییٰ تادفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قلائد الجواہر میں لکھا ہے کہ غوث صمدانی غوث الثقلین پیر پیراں محی الدین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسندِ ولایت کے سجادہ نشین میں ۱۲ اوصاف ہوتے ہیں۔

(۱) ستار، (۲) غفار، (۳) شفیق، (۴) رفیق، (۵) صادق، (۶) متصدق، (۷) امر بالمعروف کرنا، (۸) نہی عن المنکر کرنا، (۹) عابد، (۱۰) سخی، (۱۱) عالم اور (۱۲) شجاع۔

پیرِ پیراں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے کیسے سادہ اور دلنشین انداز میں ولی اللہ کے اوصاف بیان فرمائے ہیں کہ وہ ستار ہوتے ہیں کہ لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالتے ہیں۔ غیبت اور بہتان بازی سے بچتے ہیں اگر کوئی اُن سے زیادتی کرے یا بدتمیزی سے پیش آئے تو معاف کر دیتے ہیں۔ ہر آنے والے کے ساتھ شفقت سے پیش آتے ہیں اور ہر جانے والے کی دینی، دُنیاوی اور روحانی مدد فرماتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں اور سچ کی حمایت اور تصدیق کرتے ہیں۔ بلا اِمتیاز کہ کون سچا ہے اور واقف ہے یا ناواقف فقط سچ کی حمایت کرتے ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے منع کرتے ہیں اور خود بھی قول و فعل میں مطابقت رکھتے ہیں، اَعمال صالحہ پر کاربند ہوتے ہیں، اَعمالِ سئیہ سے بچتے ہیں۔ رات کے وقت لوگ سو جاتے ہیں اور اِن کی شان یہ ہے کہ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ... (السجدۃ:۱۶) ”اُن کی کروٹیں اُن کی خواب گاہوں سے جدا ہوتی ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اُمید کرتے ہوئے اُس کی عبادت کرتے ہیں“۔ صبح کے وقت۔ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (السجدۃ:۱۶) ”اللہ عزوجل کے دیئے ہوئے مال،

میں سے اُس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں"۔ علم وعمل کا حسین امتزاج ہوتے ہیں اور بہادر ہوتے ہیں۔

یہ وہ اَوصاف ہیں کہ اگر ایک عام مسلمان بھی محنت کرے تو اِن اَوصاف کو حاصل کر کے مقام ولایت حاصل کر سکتا ہے۔ صحابہ کرام اہل بیت رضی اللہ عنہم، سلف صالحین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ تمام اَیسی ہستیاں اِن اَوصاف کی حامل ہوئی ہیں اور ہوتی ہیں۔

غوثِ اعظم حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ میں مذکورہ بالا تمام اَوصاف بدرجہ اُتم موجود تھے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جس آدمی میں حسبِ ذیل تین خصلتیں ہوں تو یقین کر لو کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا دوست ہے۔ (۱) سخاوت سمندر کی طرح ہو، (۲) شفقت آفتاب کی شفقت اور مہربانی جیسی ہو اور (۳) تواضع زمین کی خاکساری وعاجزی کی سی ہو۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کشف المحجوب شریف میں یہ حقیقت کو بڑے واضح اَلفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ کوئی شخص اُس وقت تک اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا ولی نہیں بن سکتا جب تک نمازِ پنجگانہ کا پابند نہ ہو۔ جو لوگ لبادۂ درویشی پہن کر دُنیا کے تمام لوازمات سے مستفید ہوتے ہیں لیکن نماز کے وقت یا تو کہتے ہیں کہ ہم دِل ہی میں نماز پڑھ لیتے ہیں یا ہمیں نمازیں معاف ہو چکی ہیں۔ اِنہیں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ یاد کرنا چاہئے کہ جب بادلوں سے شیطان بولا کہ اے عبدالقادر! تیرے لئے حلال وحرام کی تمام پابندیاں ہٹا دی گئی ہیں تو آپ نے فوری طور پر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ پڑھا اور وہ بادل جس سے شیطان کی آواز آئی تھی، دھویں میں تبدیل ہو گیا اور پھر آواز آئی۔ اے عبدالقادر! تیرا علم تجھے بچا گیا تو آپ نے فرمایا: اے ابلیس! مجھے میرے علم نے نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم کے فضل نے بچایا ہے۔ (الاخبار الاخیار ص ۱۲)

معلوم ہوا ایک باہوش عاقل و بالغ کے لئے شریعت کی حدود و قیود کی پابندی کرنا فرض عین ہے اور جو شخص عاقل، بالغ، باہوش ہو اور شریعت کی حدود و قیود کی توہین کرتا ہو وہ کبھی بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا ولی نہیں ہوسکتا۔

سوال: کیا صالحین اور برگزیدہ ہستیوں، مردوں وخواتین کا ذکر کرنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! جائز ہے۔ قرآنِ مجید، انبیاء کرام علیہم السلام، صالحین اور برگزیدہ ہستیوں کی خوبصورت یادوں کا مجموعہ ہے۔

سوال: کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقبول، پیارے بندوں اور برگزیدہ ہستیوں کا ذکر اِجتماعی صورت میں، مساجد میں یا مختلف مقامات پر کیا جاسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! کیا جاسکتا ہے۔

سوال: کیا بزرگانِ دین، سلف صالحین کا ذکر کرنے کے لئے لوگوں کو جمع کیا جاسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں!

سوال: کیا اَولیاء اللہ کا نام لے کر یا نام لئے بغیر مطلقاً اَولیاء اللہ کے ذکر کی محافل منعقد کی جاسکتی ہیں؟

جواب: جی ہاں! نام لے کر یا نام لئے بغیر اَولیاء اللہ کے ذکر کی محافل منعقد کی جاسکتی ہیں۔

سوال: کیا قرآنِ مجید میں اِس کی کوئی مثال موجود ہے؟

جواب: قرآنِ مجید میں اِس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے ولی کا جس نے آنکھ جھپکنے سے پہلے ملکہ بلقیس کا تخت حاضر کردیا تھا، اَصحابِ کہف کا ذکر، عباد الرحمان کا ذکر، صدیقین، شہداء، صالحین کا ذکر، اَزواجِ مطہرات، اہلبیتِ اَطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اَولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ حضرت بی بی سیّدہ مریم علیہا السلام کا ذکر، علماءِ کرام اور

صاحبِ ایمان لوگوں وغیرہم کا ذکر۔

سوال: کیا برگزیدہ ہستیوں کی ولادت اور کرامات کا ذکر کیا جاسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! کیا جاسکتا ہے۔ قرآنِ مجید میں اِس کی مثالیں موجود ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو قرآنِ مجید کی سورت مریم میں اِرشادِ عظیم فرمایا: وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ... (مریم:۱۶) "اور کتاب میں مریم (علیہا السلام) کو یاد فرمائیں"۔ یعنی ہم بی بی مریم سلام اللہ علیہا کا واقعہ قرآنِ مجید میں اُتارتے ہیں۔ آپ ﷺ لوگوں کو پڑھ کر سنائیں تاکہ بی بی مریم سلام اللہ علیہا کی پاک دامنی اور عصمت کا ڈنکا دُنیا کے گوشے گوشے میں بج جائے۔

رَبِّ ذوالجلال والاکرام نے سورۃ آلِ عمران کی آیتِ مبارک ۳۵ سے ۴۷ تک تفصیل سے حضرت بی بی مریم سلام اللہ علیہا کا ذکر فرمایا ہے۔ اُن کی والدہ کے نذر ماننے۔ بی بی مریم کی پیدائش اُن کے بے مثال ہونے کا ذکر کیا اور فرمایا: وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ج "اور نہیں لڑکا مثل اِس لڑکی کے"۔ اُن کی کفالت اور بے موسم کا پھل ملنا' یہ پھل ایک تو غیر موسمی ہوتے' گرمی کے پھل سردی کے موسم میں اور سردی کے گرمی کے موسم میں موجود ہوتے۔ یہ حضرت بی بی مریم سلام اللہ علیہا کی کرامت تھی۔ پھر اُن کے پاس فرشتوں کے آنے اور بچے کی پیدائش کی خوش خبری دینے کا تفصیل سے ذکر ہے۔ سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر ۷۵ میں اُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ط "اُس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی ماں صدیقہ ہے" یعنی اُن کی ماں صدیقہ اور ولیہ ہے' بیان فرما کر ذکر پاک فرمایا ہے۔ سورۃ مریم میں اُن کے بیٹھنے کی جگہ سے اُن کے نیچے نہر بہانے کا ذکر پاک ہے۔ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ٥ (مریم:۲۴) فرمایا: "تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہادی"۔ اور فرمایا: وَهُزِّيْ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ٥ (مریم:۲۵) "اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی پکی کھجوریں گرادے گا"۔ تاکہ تمہارے ہاتھ کی برکت سے یہ خشک درخت ہرا ہوجائے اور پھل آور ہو یعنی بطورِ کرامت اور

خرقِ عادت۔ آپ کا ہاتھ اِس لئے لگوایا تا کہ معلوم ہو کہ ولیہ کے ہاتھ کی برکت سے خشک درخت ہرے بھرے ہو جاتے ہیں۔

قرآنِ مجید کی سورۃ الکھف میں اَصحابِ کہف کا تفصیل سے ذکر اِرشاد فرمایا اور جو کتا اُن کے ساتھ تھا اُس کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ربّ ذوالجلال والاکرام نے اُن پر اپنی عنایات اور اُن کی کرامات کا ذکر فرمایا ہے۔

سورۃ النمل میں ربّ ذوالجلال والاکرام نے حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے وقت کے بہت بڑے ولی جن کا نام تفسیروں میں حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ آتا ہے اُن کی کرامت کا ذکر فرمایا ہے، جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم فرمانے پر کہ یٰٓاَیُّھَا الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ٥ (النمل:٣٨) ''اے درباریو! تم میں سے کون ہے کہ وہ اُس (ملکہ بلقیس) کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اِس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو''۔ تو قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ ط.... (النمل:٤٠) ''اُس نے عرض کیا جس کے پاس کتاب میں سے علم تھا کہ میں اُسے حاضر کروں گا آنکھ جھپکنے سے پہلے''۔ یہ کوئی اِنسان تھا جس کے پاس کتابِ اِلٰہی کا علم تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے کرامت اور اِعجاز کے طور پر اُسے یہ قدرت دے دی کہ پلک جھپکتے ہی وہ تخت لے آیا۔ بیت المقدس سے مآرب یمن (سبا) تک ڈیڑھ ہزار (١٥٠٠) میل کا فاصلہ تھا جو دو طرفہ کیا جائے تو تین ہزار میل بنتا ہے یعنی ٤٥٠٠ کلومیٹر۔ (تفسیر احسن البیان غیر مقلد سعودی عرب)

سورۃ الفرقان کی آیتِ کریمہ نمبر ٦٣ سے آیتِ کریمہ نمبر ٦٧ تک عباد الرحمان کا تفصیلی بیان آتا ہے۔ سورۂ یونس کی آیتِ کریمہ نمبر ٦٣ سے آیتِ کریمہ نمبر ٦٥ تک اَولیاء اللہ فرما کر اپنے ولیوں کی شان اور فضائل بیان فرمائے ہیں۔

علاوہ ازیں قرآنِ مجید میں مختلف مقامات پر مختلف ناموں سے اللہ عزّوجلّ کے پیارے اِ۔ محبوب بندوں کا ذکر ہے اور اللہ ربُّ العزت نے اُن کے ساتھ اپنی محبت کا

ذکر فرمایا ہے۔ ولی کے دشمن کے ساتھ جنگ کا اِعلان فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشادِ مقدس ہے: مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ ''جوشخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اُس کو خبر کیے دیتا ہوں کہ میں اُس سے لڑوں گا''۔ ؎ ''اور میرا بندہ جن عبادات سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اُن میں وہ عبادات ہیں جو میں نے فرض کی ہیں اور میرا بندہ (فرض اَدا کرنے کے بعد) نوافل (عبادات) کر کے مجھ سے اِتنا نزدیک ہو جاتا ہے''۔ کہ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا ''میں ہی اُس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اُس کے پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے (اور اُس کو یہ

---

؎ اُس کو تباہ کر دوں گا۔ قسطلانی نے کہا ولی گناہوں سے محفوظ ہوتا ہے جیسے پیغمبر معصوم ہوتا ہے اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف کام کرتا ہے تو وہ ولی نہیں ہے بلکہ مغرور مکار ہے۔ قشیری نے کہا ولی کو اللہ تبارک وتعالیٰ اِس سے بچاتا ہے کہ گناہ اور فسق وفجور میں پڑا رہے۔ اگر کبھی اُس سے گناہ ہو جاتا ہے تو توبہ کرتا ہے۔ بہر حال گناہ صادر ہونے سے ولایت میں خلل نہیں ہوتا۔ ولایت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک ولایتِ عامہ اِس میں تمام مومنین صحیح الاعتقاد کتاب وسُنت پر عمل کرنے والے داخل ہیں۔ دوسری ولایتِ خاصہ محمدیہ یا ابراہیمیہ یا موسویہ یا عیسویہ یا آدمیہ یہ وہ لوگ ہیں جو کسی پیغمبر کے نمونہ پر ہوتے ہیں اور کرامات اور مراتبِ قرب اور ولایت میں اُس پیغمبر کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ بعضوں نے کہا اِس میں اَولیاء اللہ سے محبت رکھنے کا اور اُن کی تعظیم کرنے کا حکم ہے اور یہ مستلزم ہے تواضع پر۔ (تیسیر الباری جلد۸ ص ۳۴۰ من وعن)

مقام حاصل ہو جاتا ہے)"۔ کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:- اِنْ سَأَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ "مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اُسے عطا فرماتا ہوں"۔ اور "مجھے کسی کام میں جس کو میں کرنا چاہتا ہوں اِتنا تردُّد (پس و پیش) نہیں ہوتا جتنا اپنے مومن (بندے) کی جان نکالنے میں ہوتا ہے وہ تو موت کو (بوجہ تکلیف جسمانی کے) بُرا سمجھتا ہے اور مجھے بھی اُسے تکلیف دینا بُرا لگتا ہے"۔ [۲]

سوال: کیا کسی ولی کا اِنکار گمراہی ہے یا کفر؟

جواب: کسی ولی کی ولایت کا اِنکار گمراہی ہے جبکہ منصبِ ولایت کا اِنکار قرآنِ مجید کا اِنکار ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے اَولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی قرآنِ مجید میں بڑی تعریفیں کی ہیں۔ ایک جگہ اِرشادِ بے مثال ہوتا ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (یونس:۶۲۔۶۳) "سن لو بے شک اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو اِیمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔" اور فرمایا: اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ... (الانفال:۳۴) "بے شک اُس کے اَولیاء وہ ہیں جو متقی ہیں"۔

بعض لوگوں نے اَولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی مخالفت اپنے عقائد کا حصّہ بنا رکھی ہے۔ حالانکہ اَولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ تو اللہ کریم کے مقبول بندے ہوتے ہیں۔ اُن کی مخالفت اور دشمنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخالفت اور دشمنی ہے۔ یہی وجہ ہے اِن لوگوں کے فرقہ میں کوئی ولی اللہ نہیں ہوتا۔

---

[۲] یہ حدیث شریف اِن کتابوں میں ہے مثلاً بخاری جلد۲ص ۹۶۳، شرح السنۃ جلد۵ص ۱۹، فتح الباری جلد۱۱ص ۳۴۰، تلخیص الحبیر جلد۳ص ۱۱۷، تفسیر قرطبی جلد۳ جز۶ص ۱۳۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ص ۳۶۴، جلد۱۰ص ۲۱۹، مشکوٰۃ ص ۱۹۷، کنز العمال حدیث نمبر ۱۳۲۷، تیسیر الباری جلد۸ص ۳۳۹۔

## گیارہویں والے بزرگ

**سوال:** گیارہویں والے بزرگوں کا اِسم مبارک کیا ہے؟

**جواب:** اُن کا اِسم مبارک عبدالقادر (علیہ الرحمہ) ہے۔

**سوال:** آپ کے والدِ گرامی کا اِسم شریف کیا ہے؟

**جواب:** آپ کے والدِ گرامی کا اِسم شریف (حضرت) ابوصالح موسیٰ جنگی دوست (رحمہ اللہ تعالیٰ) ہے۔

**سوال:** آپ کی والدہ شریفہ کا نام کیا ہے؟

**جواب:** آپ کی والدہ شریفہ کا اِسم مبارک (حضرت) فاطمہ اُمُّ الخیر اَمَۃ الجبار (رحمہا اللہ تعالیٰ) ہے۔

**سوال:** آپ کا سلسلۂ نسب بیان کریں؟

**جواب:** آپ کا سلسلۂ نسب والدِ گرامی کی طرف سے حضرت سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ محترمہ کی طرف سے حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ یعنی آپ شریف الطرفین اور صحیح النسبین سیّد ہیں۔

**سوال:** آپ کس سن میں پیدا ہوئے؟

**جواب:** آپ ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔

**سوال:** آپ کس جگہ، کس ماہ اور کس وقت پیدا ہوئے؟

**جواب:** آپ شہر جیلان میں یکم رمضان المبارک رات کے وقت پیدا ہوئے۔

**سوال:** شہر جیلان کہاں ہے؟

**جواب:** یہ شہر بغداد شریف (عراق) کے قریب ہے۔

**سوال:** سُنا ہے عہدِ رضاعت (یعنی دُودھ پینے کی عمر) میں رمضان المبارک

میں طلوعِ فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک آپ دُودھ نہیں پیتے تھے؟

جواب: آپ کی سیرت کی کتابوں میں ایسے ہی لکھا ہوا ہے۔ کوئی حیرت کی بات نہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ سلطانہٗ کی قدرت اور عطا سے ہے۔ یہ فہم و اِدراک اللہ عزّوجلّ کی عنایت ہے۔

واقعہ:

حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام جب دریا میں بہتے ہوئے فرعون کے محل کے کنارے لگے تو ربِّ ذوالجلال والاکرام نے وہاں پہنچنے سے پہلے تابوت میں ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہر دائی کا دُودھ حرام فرمادیا۔ اِرشادِ عظیم ہے۔ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ.... (القصص:۱۱) ''اور ہم نے پہلے ہی موسیٰ (علیہ السلام) پر دائیوں کا دُودھ حرام فرمادیا''۔ جو ربِّ ذوالجلال والاکرام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دُودھ پینے کے عالم میں ہر دائی کا دُودھ حرام فرمانے پر قادرِ مطلق ہے، وہ کسی اور کو بھی کسی بھی موقع اور عمر اور وقت میں دُودھ پینے سے روک سکتا ہے۔ جیسا کہ ماہِ رمضان المبارک میں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو روزے کے دنوں میں پیدا ہوتے ہی سحری اور افطاری کے درمیان دُودھ نہ پینے کا اِدراک عطا فرمایا۔

سوال: آپ کس عمر میں علم حاصل کرنے کے لئے بغداد شریف روانہ ہوئے؟

جواب: سن ۴۸۸ھ ہجری میں جب کہ آپ کی عمر مبارک اٹھارہ سال کی تھی۔ آپ بغداد شریف تشریف لائے اور اُس وقت کے شیوخ، آئمہ کرام، بزرگانِ دین اور محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کی خدمت کا قصد فرمایا۔ اوّل، قرآنِ مجید کے علم کو روایت و درایت اور تجوید وقرأت کے اَسرار و رموز کے ساتھ حاصل کیا اور زمانہ کے بڑے بڑے محدثین اور اہل فضل وکمال ومستند علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے سماعِ حدیثِ مبارکہ فرما کر علوم کی تحصیل وتکمیل فرمائی۔ حتیٰ کہ تمام اُصولی، فروعی، مذہبی اور اِختلافی علوم میں علمائے بغداد پر ہی نہیں بلکہ تمام ممالکِ اِسلامیہ کے علماء سے سبقت لے گئے اور آپ کو

تمام علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر فوقیت حاصل ہوگئی اور سب نے آپ کو اپنا مرجع بنالیا۔

**سوال:** آپ کی والدہ شریفہ نے بغداد شریف روانگی کے وقت کیا نصیحت فرمائی تھی؟

**جواب:** آپ کی والدہ شریفہ نے آپ کو رزقِ حلال کھانے اور سچ بولنے کی نصیحت فرمائی تھی۔

**سوال:** کیا آپ کے سچ بولنے سے کسی واقعہ کا تعلق ہے؟

**جواب:** آپ کی سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے۔ دورانِ سفر آپ کے قافلے کو ساٹھ لٹیروں نے لوٹ لیا۔ ایک مسلح لٹیرے نے آپ سے پوچھا' آپ کے پاس کیا کچھ ہے؟ تو آپ نے سچ بولتے ہوئے فرمایا: میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ آپ کے سچ کی برکت سے سب ڈاکو لٹیرے تائب ہوگئے۔

**سوال:** آپ کے مرشد پاک کا اِسم مبارک کیا ہے؟

**جواب:** آپ کے پیر و مرشد عارف باللہ کا نام حضرت شیخ قاضی ابوسعید مبارک بن علی مخزومی (رحمہ اللہ تعالیٰ) ہے۔

**سوال:** سلسلۂ قادریہ کہاں سے شروع ہوتا ہے؟

**جواب:** سلسلۂ قادریہ آپ کے اِسم گرامی عبدالقادر کی نسبت سے آپ ہی سے شروع ہوتا ہے۔

**سوال:** آپ کی عبادات کی کیا کیفیت ہے؟

**جواب:** آپ چالیس سال تک پابندی کے ساتھ عشاء کی نماز کے وضو سے فجر کی نماز اَدا کرتے رہے اور پندرہ سال ہر رات میں پورا قرآنِ مجید ایک بار ختم فرماتے رہے۔ پچیس سال آپ نے جنگلوں میں تنہائی میں گزارے۔

**سوال:** سنا ہے جب آپ وعظ فرماتے تھے تو دُور و نزدیک کے لوگ یکساں طور پر آپ کی آواز سنتے تھے؟

**جواب:** جی ہاں! یہ آپ کی کرامت ہے' دُور و نزدیک والے آپ کی آواز یکساں سنتے تھے۔

**سوال:** یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟

**جواب:** یہ بات شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب اخبار الاخیار کے صفحہ نمبر ۱۰ (فارسی) پر لکھی ہے۔

**سوال:** کیا آپ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے تھے؟

**جواب:** پڑھتے تھے۔

**سوال:** کیا تہجد کیلئے سونا ضروری نہیں ہوتا؟

**جواب:** جی ہاں! تہجد کے لئے سونا ضروری ہے۔

**سوال:** پھر آپ کی نمازِ تہجد کی اَدائیگی کیسے ہوتی تھی؟

**جواب:** آپ رات کے کسی پہر میں بیٹھے بیٹھے اُونگھ لیتے تھے اور بیٹھے بیٹھے اُونگھ لینے یا سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

**سوال:** ایک دفعہ شیطان نے آپ کو راہِ راست سے بھٹکانے کے لئے حملہ کیا تھا' وہ واقعہ کس طرح ہے؟

**جواب:** جنابِ حضرت سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے حضرت شیخ ضیاء الدین ابونصر موسیٰ علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والدِ محترم حضور سیّدنا غوثِ پاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے خود سنا ہے' فرماتے تھے ایک سفر کے دوران میں اَیسے بیابان میں پہنچا جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ چند روز میں نے وہاں قیام کیا لیکن پانی ہاتھ نہ آیا' جب پیاس کا غلبہ ہوا تو اللہ عزوجل نے بادل کا ایک ٹکڑا بھیجا' جس نے میرے اُوپر سایہ کرلیا اور اِس میں سے کچھ قطرات ٹپکے جنہیں پی کر تسکین ہوئی' اِس کے بعد اچانک ایک روشنی ظاہر ہوئی جس نے پورے آسمان کا اِحاطہ کرلیا' پھر اُس میں سے ایک عجیب وغریب شکل نمودار ہوئی اور آواز آئی' اے عبدالقادر! میں تیرا پروردگار ہوں جو دوسروں پر میں نے حرام کیا' وہ تیرے اُوپر حلال کرتا ہوں۔ لہٰذا جو دِل چاہے کر اور جو چاہے لے' فرماتے ہیں' میں نے کہا' اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اے ملعون! دُور ہو کیا بک رہا ہے۔ اَچانک وہ روشنی تاریکی سے بدل گئی

اور وہ صورت دھواں بن کر کہنے لگی کہ اے عبدالقادر (رحمہ اللہ تعالیٰ)! تم اَحکامِ خداوندی (یعنی شریعت) کے جاننے والے اَحوالِ منازلت سے واقف ہونے کی وجہ سے مجھ سے بچ گئے۔ میں نے اَیسے ہی ہتھکنڈوں اور ترکیبوں سے ستر (۷۰) اہلِ طریقت کو اَیسا گمراہ کر دیا ہے کہ کہیں کا نہ چھوڑا۔ بھلا یہ کون سا علم و ہدایت ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے آپ کو عنایت فرمایا ہے میں نے کہا' یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کا فضل ہے اور وہی اِبتداء واِنتہاء میں ہدایت فرماتا ہے۔

سوال: ایک دفعہ آپ نے بیل کی دُم پکڑی تھی تو بیل نے کیا کہا تھا؟

جواب: حضرت سیّدنا غوثِ پاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں کم عمر کا تھا' ایک روز عرفہ کے دن شہر سے باہر آیا اور کھیتی باڑی کے ایک بیل کی دُم پکڑ کر بھاگنے لگا۔ بیل نے پلٹ کر مجھے دیکھا اور کہا' اے عبدالقادر! تجھے اِس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا' نہ اِس کا حکم دیا گیا ہے۔ (میں گھبراتے ہوئے) اپنے گھر واپس آیا' اور مکان کی چھت پر چڑھ گیا تو وہاں سے لوگوں کو میدانِ عرفات میں کھڑے ہوئے دیکھا۔ بعدازیں میں اپنی والدہ محترمہ کی خدمتِ پاک میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ اَماں جی حضور! مجھے تحصیلِ علم اور زیارتِ اَولیاء کے لئے بغداد جانے کی اِجازت عطا فرمائیے۔ (اخبار الاخیار ص ۱۰)

سوال: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ اللہ عزوجل کے دوست ہیں؟

جواب: حضرت سیّدنا غوثِ پاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دس سال کی عمر تھی جب میں مدرسہ میں جاتا تو راستہ میں فرشتوں کو اپنے اِردگرد چلتے ہوئے دیکھتا اور جب مدرسہ میں پہنچ جاتا تو فرشتوں کو یہ بات بچوں سے کہتے ہوئے سنتا کہ اے بچو! اللہ (عزوجل) کے ولی کے لئے جگہ کشادہ کرو۔ ایک روز مجھے ایک اَیسا شخص دکھائی دیا جو پہلے کبھی نظر نہ آیا تھا اُس نے ایک فرشتہ سے پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے جس کی تم اِتنی تعظیم کر رہے ہو؟ فرشتے نے جواب دیا کہ یہ اللہ عزوجل کا ولی ہے جس کا بہت بڑا مرتبہ ہوگا'

اِس راہ میں یہ وہ شخص ہے کہ جسے بے حساب عنایات، بے حجاب تمکین و اقتدار اور بغیر حجت تقرب ملے گا۔ چالیس سال کے بعد میں نے پہچانا کہ وہ شخص اپنے وقت کا اَبدال تھا۔ (اخبار الاخیار ص ۱۶)

سوال: آپ کے اَخلاق وعادات کیسے تھے؟

جواب: آپ کے اَخلاق وعادات اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٌ کا نمونہ اور اِنَّکَ لَعَلٰی ھُدًی مُّسْتَقِیْمٍ کا مصداق تھے۔ آپ اِتنے عالی مرتبت، جلیل القدر وسیع العلم ہونے اور شان وشوکت کے باوجود کمزور اور غریبوں میں بیٹھتے، فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام کرنے میں پہل کرتے اور طالب علموں اور مہمانوں کے ساتھ کافی دیر بیٹھتے۔ اُن کی غلطیوں اور گستاخیوں سے درگزر فرماتے۔ اگر آپ کے سامنے کوئی جھوٹی قسم بھی کھاتا تو آپ اُس کا یقین فرمالیتے اور اپنے علم وکشف کو ظاہر نہ فرماتے۔ اپنے مہمان اور ہم نشین سے دوسروں کی بہ نسبت اِنتہائی خوش اَخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ آپ کبھی نافرمانوں، سرکشوں، ظالموں اور مالداروں کے لئے کھڑے نہ ہوتے نہ کبھی کسی وزیر حاکم کے دروازے پر جاتے، یہاں تک کہ اُس وقت کے بزرگوں میں سے کوئی بھی حسنِ خلق، وسعتِ قلب، کرم نفس، مہربانی اور وعدے کی پاسداری میں آپ کی برابری نہیں کرسکتا تھا۔ (اخبار الاخیار ص ۱۱)

بعض مشائخِ وقت نے آپ کے اَوصاف میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز بڑے بارونق ہنس مکھ، خندہ رو، بڑے شرمیلے، وسیع الاخلاق، نرم طبیعت، کریم الاخلاق، پاکیزہ اَوصاف کے حامل اور مہربان وشفیق تھے۔ ہم نشین کی عزت کرتے اور مغموم کو دیکھ کر اِمداد فرماتے۔ ہم نے آپ جیسا فصیح وبلیغ کسی کو نہیں دیکھا۔

بعض بزرگوں نے اِس طرح وصف بیان فرمایا کہ حضرت شیخ محی الدین سیّد عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ بکثرت رونے والے اللہ عزوجل سے بہت زیادہ ڈرنے

والے تھے۔ آپ کی ہر دُعا فوراً قبول ہوتی' نیک اَخلاق' پاکیزہ اَوصاف' بدگوئی سے بہت دُور بھاگنے والے اور حق کے سب سے زیادہ قریب تھے۔ اَحکامِ الٰہی کی نافرمانی میں بڑے سخت گیر تھے لیکن اپنے اور غیر کے لئے کبھی غصہ نہ فرماتے' کسی سائل کو جھڑکتے نہیں تھے۔ تائیدِ خداوندی آپ کی معاون تھی' علم نے آپ کو مہذب بنایا' قرب نے آپ کو مودّب بنایا' خطابِ الٰہی آپ کا مشیر اور ملاحظہ خداوندی آپ کا سفیر تھا' انسیت آپ کی ساتھی اور خندہ روئی آپ کی صفت تھی' سچائی آپ کا وظیفہ' فتوحات آپ کا سرمایہ' بردباری آپ کا فن' یادِ الٰہی آپ کا وزیر' غور و فکر آپ کا مونس' مکاشفہ آپ کی غذا اور مشاہدہ آپ کی شفاء تھے۔ آدابِ شریعت آپ کا ظاہر اور اَوصافِ حقیقت آپ کا باطن تھا۔ (اخبار الاخیار ص ۱۸)

سوال: کیا آپ غریبوں' مسکینوں' کی مدد فرماتے تھے؟

جواب: جی ہاں! غریبوں' مسکینوں کی خوب مدد فرماتے تھے۔

سوال: کوئی واقعہ تحریر فرمائیں۔

جواب: ایک روز آپ نے ایک فقیر کو پریشانی کی حالت میں ایک کونے میں بیٹھا ہوا دیکھا۔ دریافت فرمایا کہ کس خیال میں ہو اور کیا حال ہے؟ عرض کیا کہ میں دریا کے کنارے گیا تھا' ملاح کو دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں تھا کہ کشتی میں بیٹھ کر پار اُتر جاتا۔ اَبھی اس فقیر کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص نے تیس اَشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی آپ کی نذر کی۔ آپ نے وہ تھیلی فقیر کو دے کر فرمایا کہ اِسے لے جا کر ملاح کو دے دو۔ (اخبار الاخیار ص ۱۸)

ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں: ایک مرتبہ آپ اپنی شہرت کے زمانہ میں حج کے اِرادہ سے نکلے' جب بغداد کے قریب ایک موضع میں جس کا نام حلّہ تھا پہنچے تو حکم دیا کہ یہاں کوئی اَیسا گھر تلاش کرو جو سب سے زیادہ ٹوٹا پھوٹا اور اُجڑا ہوا سا ہو' ہم اُس میں قیام کریں گے۔ اگرچہ وہاں کے اَمیروں اور رئیسوں نے بہت اَچھے اور عالی شان

مکانات آپ کے سامنے قیام کرنے کے لئے پیش کئے لیکن آپ نے اِنکار فرما دیا۔ بہت تلاش کے بعد ایسا ایک مکان مل گیا جس میں ایک بوڑھا' بڑھیا اور ایک بچی رہتے تھے' آپ نے بڑے میاں سے اِجازت لے کر رات اُس مکان میں گزاری' لوگ آپ کے لئے تحفے نذرانے لے کر آتے رہے۔ جب آپ وہاں سے روانہ ہونے لگے تو وہ تمام کے تمام نذرانے اور ہدایا جو نقد' جنس اور حیوانات کی صورت میں جو آپ کو پیش کئے گئے تھے آپ نے یہ کہہ کر کہ میں اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہوں' وہ تمام کے تمام بڑے میاں کو دے دیئے۔ حاضرین نے بھی آپ کی موافقت میں تمام مال و اَسباب اُن بڑے میاں کو دے دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم نے اُس بوڑھے میاں کو آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے اَیسی دولت عطا فرمائی کہ اُس کے اطراف میں کسی کو نہ ملی۔ (اخبار الاخیار ص ۱۸)

سوال: آپ کے حالات وواقعاتِ زندگی جاننے کے لئے کون کون سی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے؟

جواب: آپ کے حالاتِ زندگی سے آگاہی کے لئے

(۱) نزہۃ الخاطر و الفاطر' (۲) تفریح الخاطر' (۳) اخبار الاخیار۔ (۴) بہجۃ الاسرار اور (۵) نفحات الانس وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

سوال: بعض لوگ یہ پڑھتے ہیں ''یا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ'' کیا اَیسا کہنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! کوئی حرج نہیں اِن کلمات کا مطلب سمجھنا چاہیے اِن کلمات کا مطلب ہے۔ ''اے بزرگ! قادر کے بندے اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے لئے میری مدد کریں''۔ اِس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں۔

☆☆☆

☆☆

## گیارہویں شریف کیا ہے؟

سوال: گیارہویں شریف کیا ہے؟

جواب: یہ ایک تاریخ ہے جس کا تعلق ایک عظیم روحانی اور بزرگ شخصیت سے ہے۔ جن کا نام حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ ہے۔ یہ وہی بزرگ ہیں جنہیں لوگ پیرِ پیراں اور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

سوال: بعض لوگ گیارہویں شریف کی مخالفت کرتے ہیں اِس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اِس کی وجہ صرف اور صرف لاعلمی اور بے خبری یا ضد برائے ضد ہے۔

سوال: یہ کوئی معقول جواب نہیں۔ آخر جو لوگ گیارہویں شریف کی مخالفت کرتے ہیں، وہ اپنے فرقہ کے نامور لوگ ہیں۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بے علم اور بے خبر ہیں آخر مخالفت کی کوئی وجہ تو ہوگی؟

جواب: نامور ہونا کوئی دلیل نہیں ہے۔ نامور ہونے کے باوجود اِنسان کسی نہ کسی بات سے بے خبر ہو سکتا ہے۔ جیسے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ۔

سوال: گیارہویں شریف میں آخر کیا بات ہے جو وجہ نزاع ہے؟

جواب: مخالفین کی خود ساختہ وجہ ہو سکتی ہے۔ وگرنہ گیارہویں شریف میں جھگڑنے والی کوئی بات نہیں۔ تمام فرقے گیارہویں والی سرکار، حضرت غوثِ اعظم شیخ سیّد عبدالقار جیلانی علیہ الرحمہ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ بلکہ غیر مقلدین اُنہیں اپنا پیر کہتے ہیں اور دیوبندی بھی اُن سے اپنی نسبت کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں اور اپنے آپ کو قادری بھی لکھتے ہیں۔ محمد اسماعیل دہلوی صاحب نے اپنی کتاب صراطِ مستقیم میں صفحہ نمبر ۱۶۶ پر آپ کو غوث الثقلین لکھا ہے۔ [۳]

[۳] (کتاب خانہ المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور)۔

سوال: مہربانی فرما کر مختصراً بتا دیں یہ گیارہویں شریف ہے کیا؟

جواب: حضرت علامہ یافعی قادری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: گیارہویں شریف کی اُصل یہ ہے کہ حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ، حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی جناب میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے ہر سال ۱۱ ربیع الآخر کو ختم شریف دلوایا کرتے تھے۔ وہ نیاز اِتنی مقبول ومرغوب ہوئی کہ اِس کے بعد آپ ہر ماہ گیارہ تاریخ کو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے ختم شریف دلانے لگے۔ آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز خود حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف، مشہور ہوگئی۔ آج کل لوگ آپ کا عرس مبارک بھی گیارہ ربیع الآخر کو کرتے ہیں۔ ۴

سوال: ہر ماہ گیارہویں شریف کا ختم شریف کیوں ہوتا ہے؟

جواب: حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بڑے ذوق وشوق سے سرورِ کائنات ﷺ کا عرسِ مقدس ہر سال گیارہ (۱۱) ربیع الآخر شریف کو ختم دلوایا کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُسے اَیسا مقبولِ عام عطا فرمایا کہ آپ کے وصال کے بعد خود آپ کی فاتحہ شریف کیلئے گیارہ (۱۱) تاریخ مقبول ہوگئی۔ چنانچہ دیگر مشائخ عظام کا عرس تو سال میں ایک مرتبہ ہوتا ہے لیکن حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی یہ اِمتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین نے آپ کا عرس مبارک ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو مقرر فرمادیا۔ ۵

شیخِ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ جو محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اِمام ہیں، تحریر فرماتے ہیں ''ہم نے اپنے سردار، اِمام وعارفِ کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہٗ العزیز کو فرماتے ہوئے سنا۔ علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ عظام کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور و متعارف ہے''۔ ۶

---

۴ قرۃ الناظرۃ وخلاصۃ المفاخر ص ۱۱۔ ۵ وجیز الصراط ص ۱۸۳، از حضرت علامہ محمد بن حضرت ملا جیون رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۶ ماثبت من السنۃ ص ۱۲۷۔

سوال: کیا جس طرح آج کل گیارہویں شریف کا اِہتمام ہوتا ہے پچھلی صدیوں میں بھی اَیسا ہوتا تھا؟

جواب: جی ہاں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''حضرت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ اور شہر کے اَکابر وغیرہ جمع ہوتے۔ نمازِ عصر کے بعد مغرب تک قرآن شریف کی تلاوت کرتے اور سرکارِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی شان میں قصائد اور منقبتیں پڑھتے۔ نمازِ مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور اُن کے آس پاس مریدین حلقہ بنالیتے اور ذکرِ جہر شروع ہوتا اِسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی۔ اِس کے بعد جو طعام' شیرینی یا نیاز تیار ہوتی' تقسیم کی جاتی اور نمازِ عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہوتے''۔ [۷]

اِسی طرح اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے اُستادِ محترم حضرت ملاّ جیون رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے وجیز الصراط میں' علامہ غلام سرور لاہوری خزینۃ الاصفیا جلد ا ص ۹۹ میں' دارا شکوہ سفینۃ الاولیاء ص ۲۷' میں اور حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمہ نے تحفہ قادریہ صفحہ ۹۰ میں آپ کے عرس شریف کے متعلق ثبوت پیش کیے ہیں۔

گیارہویں شریف ایک مستحب اور نیک عمل ہے۔ یہ موجودہ دَور کی ایجاد نہیں بلکہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد اَسلاف کا قدیم سے طریقہ ہے اور صالحین کی پسندیدہ چیز پر عمل کرنے کے متعلق نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی موجود ہے: مَارَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللہِ حَسَنٌ [۸] ''یعنی جس چیز کو مسلمان اَچھا سمجھیں وہ چیز اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نزدیک بھی اَچھی ہے''۔

---

[۷] ملفوظات عزیزی ص ۶۲ (فارسی)۔ [۸] مؤطا اِمام محمد ص ۱۰۴' کتاب الروح ص ۱۰' ردالمحتار ص ۵۱۸' ہمعات فارسی ص ۲۱' بستان العارفین عربی جلد ۹ ص ۳' نصب الرایۃ للزیلعی جلد ۴ ص ۱۳۳' مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۷۸۔

## عرس حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ:

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اخبار الاخیار شریف میں حضرت امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۸۷۲ھ تا ۹۹۷ھ) کے حالات قلمبند فرماتے ہوئے، لکھتے ہیں:

یازدھم ماہِ ربیع الآخر عرس غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کردو فرموداز صاحبانِ تقدم نباید کردو طعامی کہ پختہ بودند بخش کرد۔ ۹ "ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو عرسِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کرتے اور فرماتے کہ پہلے لوگ اِس کا اِہتمام کرتے اور کھانا پکاتے اور تقسیم کرتے"۔

سوال: ظاہراً اِس میں تو ناراضگی یا مخالفت والی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ مخالفین وہ کونسا نکتہ نکالتے ہیں جو اُن کے نزدیک قابلِ اِعتراض ہے؟

جواب: اِس بات کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا بڑی اَہمیت رکھتا ہے کہ ۱۱ تاریخ بھی دیگر مشہور تاریخوں کی طرح ایک تاریخ ہے۔ گیارہ (۱۱) کا عدد کوئی خوفناک نہیں، دس (۱۰) کے بعد گیارہ (۱۱) آتا ہے اور بارہ (۱۲) سے پہلے گیارہ (۱۱) آتا ہے۔ جیسے ۱۴ اگست ایک مشہور تاریخ ہے جس میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۲۷ رمضان المبارک کی وہ تاریخ ہے، جس میں قرآنِ مجید کے نزول کا آغاز ہوا تھا۔ ۱۲ ربیع الاوّل شریف رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی وِلادتِ باسعادت کی تاریخ ہے۔ ۲۵ دسمبر قائداعظم محمد علی جناح مرحوم کی تاریخ پیدائش ہے۔ ۱۰ محرم الحرام شہدائے کربلا اور اُن کے ساتھ اِمام عالی مقام حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تاریخ ہے۔ محولہ بالا تاریخوں میں محولہ بالا شخصیات اور واقعات کا تذکرہ ہوتا ہے اور جب گیارہ (۱۱) تاریخ آتی ہے تو حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ذکر پاک ہوتا ہے۔

سوال: کیا مخالفین اِس بات سے ناراض ہوتے ہیں کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جاتا ہے؟

---

۹ اخبار الاخیار شریف ص ۲۴۲ فارسی۔

جواب: نہیں کچھ کے نزدیک یہ وجہ تو نہیں۔

سوال: تو کیا وجہ ہے؟

جواب: وجہ یہ ہے کہ جب گیارہویں شریف کا ختم شریف دلوایا جاتا ہے تو گیارہویں شریف منانے والے صحیح العقیدہ لوگ کہتے ہیں یہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف ہے۔ اگر لوگ دیگیں پکاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف کی دیگیں ہیں۔ یا کہتے ہیں کہ یہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی نیاز ہے اور ناراضگی کی صرف یہی وجہ ہے۔ اِعتراض کرنے والے کہتے ہیں یہ نہ کہو کہ یہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی نیاز ہے یا غوث پاک کی دیگ ہے بلکہ یہ کہو کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے لئے ہے اور اِس کا ثواب حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔

دراصل بات ایک ہی ہے کیونکہ اَصل مقصد ثواب پہنچانا ہے یہ لوگ گیارہویں شریف کے خلاف باتیں کر کے اِس پر بلاوجہ اَڑے ہوئے ہیں حالانکہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کا نام رکھنے سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ بس یہ لوگ اپنی گروہی ذہنیت اور فرقہ وارانہ سوچ کا تحفظ کر رہے ہیں۔

سوال: اپنے بزرگوں کے نام پر کھانا پکوا کر اور اُس کے ساتھ پانی، دُودھ اور پھل وغیرہ اپنے سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ موافق حدیث شریف نیت گیارہویں شریف کر کے فاتحہ پیرِ پیران صاحب کی جائز ہے یا نہیں؟ کس کا طریقہ ہے؟ یا سُنّت ہے؟ فقط۔

جواب: اَمواتِ مسلمین کے نام پر کھانا پکا کر ایصالِ ثواب کے لیے تصدق کرنا بلا شبہ جائز و مستحسن ہے اور اِس پر فاتحہ سے ایصالِ ثواب دوسرا مستحسن ہے اور دو چیزوں کا جمع کرنا زیادتِ خیر ہے اور پانی سے بھی ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔ **افضل الصدقة سقی الماء** "سب سے بہتر صدقہ پانی پلانا ہے"۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ جہاں پانی نہ ملتا ہو کسی کو پانی پلانا ایک جان کو زندہ کرنے کے مثل ہے اور جہاں پانی ملتا ہو تو وہاں پلانا غلام کو آزاد کرنے کی مثل ہے جیسا کہ رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے۔ یوں ہی گیارھویں شریف جائز ہے۔ اور باعث برکات اور وسیلہ مجربہ قضاء حاجات ہے۔ اور خاص گیارھویں کی تاریخ کی تخصیص، تخصیصِ عرضی اور مصلحت پر مبنی ہے جبکہ اُسے شرعاً واجب نہ جائے'' ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۹۶)۔

سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے وصال شدہ عزیزوں کے لئے کوئی چیز اُن کے نام لگا کر ایصالِ ثواب یا تحفہ یا نذرانہ یا نیاز دیتے تھے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کوئی مثال پیش کریں۔

جواب: ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ [۱]

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ محترمہ وصال کرگئی ہیں۔ اُن کے لیے کون سا صدقہ اُفضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی والدہ کے لیے ہے''۔

اِس حدیثِ پاک کی بعض روایات میں یہ اِضافہ بھی ہے کہ اِس کے راوی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا۔ ''فَتِلْکَ سِقَایَةُ اٰلِ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَةِ'' (مدینہ شریف میں سقایہ آلِ سعد کے نام سے جو سبیل ہے یہ دراصل وہی ہے۔) اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا وہی سقایہ آلِ سعد کے نام سے بھی مشہور تھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی اِس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اِس

---

[۱] نسائی جلد۲ ص۱۳۲ حدیث نمبر۳۶۶۴، ابو داؤد جلد۱ ص۲۴۳ حدیث نمبر۱۶۷۹، ابن ماجہ ص۱۹۹ حدیث نمبر۳۶۸۴، مشکوٰۃ ص۱۶۹ حدیث نمبر۱۹۱۲، مرقاۃ جلد۴ ص۳۵۷، تیسیر الباری (غیر مقلد) جلد۴ ص۲۲، غیر مقلدین کا ترجمان ہفت روزہ ''الاعتصام'' جلد۳۲ شمارہ ۱۲۔۱۳۔۲۴، ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء۔

حدیثِ پاک کا اِستنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے"۔ ۱۱

(۱) نسائی شریف جلد۲ ص ۱۳۳ میں حدیثِ پاک درج ہے جس میں سرکارِ کائنات ﷺ سے عرض کیا گیا، کون سا صدقہ اَفضل ہے؟ تو فرمایا: سَقی المَآءِ پانی پلانا۔ فَتِلکَ سِقَایَۃُ سَعْدٍ بِالمَدِیْنَۃِ: یہ تو مدینہ (شریف) میں (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) ہی کی سبیل ہے۔ ۱۲

اَب بھی خصوصاً اُن گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہوتا ہے، بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دُودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

محولہ بالا حدیث شریف سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام اور دیگر وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں، اِیصالِ ثواب کی نیت سے لگانا، اِن سب کا ماخذ یہ حدیثِ مبارکہ ہے۔ ثواب بخشتے وقت ایصالِ ثواب کے اَلفاظ زبان سے اَدا کرنا جائز ہے کہ یا اللہ جل جلالک اِس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی شے پر میّت کا نام (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے سوا کسی بندے کا نام) آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اِس کنویں کو اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا۔ ۱۳

نوٹ: مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ میں یہ نہیں آیا کہ ایصالِ ثواب حرام ہے۔ اَیسا سوچنے والے اللہ جل جلالہ سے ڈریں اور اپنی اِصلاح کریں۔

(۲) حضرت سعید بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ بعض غزوات میں نکلے اور اُن کی والدہ کے وصال کا وقت پہنچ گیا۔ کسی نے کہا وصیت کر جاؤ۔ اُنہوں نے

---

۱۱ من وعن از تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۸ مؤلفہ منظور احمد نعمانی دیوبندی، شائع کردہ مکتبہ الفرقان۔ ۱۲ تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۴ میں وحید الزماں صاحب نے اِسی روایت کا حوالہ دیا ہے۔
۱۳ مرآۃ جلد۳ ص ۱۰۵۔

کہا کہ کس چیز کی وصیت کر جاؤں؟ سب مال (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کی واپسی سے قبل ہی اُن کا اِنتقال ہوگیا۔ جب (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) آئے تو اُن سے اِس کا تذکرہ کیا گیا۔ اُنہوں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا:-

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ یَنْفَعُھَا اِنْ اَتَصَدَّقُ عَنْھَا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَائِطُ کَذَاوَ کَذَا صَدَقَۃٌ عَنْھَا لِحَائِطٍ سَمَّاہُ [۱۴]

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میری والدہ (صاحبہ) کو اُس کا نفع پہنچے گا؟ تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ تو (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے نام لے کر عرض کیا کہ فلاں فلاں باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے"۔

(۳): ایک اور حدیث شریف جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اُس میں اِس طرح ہے کہ:- اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّہٗ تُوُفِّیَتْ اَفَیَنْفَعُھَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِیْ مَخْرَفًا فَاُشْھِدُکَ اَنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِہٖ عَنْھَا [۱۵] "کسی آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ صاحبہ فوت ہوگئی ہیں اگر اُن کے واسطے کچھ صدقہ کیا جائے تو کیا اُن کو اِس خیرات کا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں، ہوگا۔ (اُس شخص نے) عرض کیا: میرا ایک باغ ہے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ باغ میں اُن کی طرف سے خیرات کرتا ہوں"۔

(۴): بخاری شریف میں اِسی طرح کا واقعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے جو قبیلہ خزرج کی شاخ بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کا بیان اِس طرح ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا:-

---

[۱۴] نسائی جلد۲ ص ۱۳۲۔ [۱۵] نسائی جلد۲ ص ۱۳۳، ابوداؤد جلد۲ ص ۴۲۔

اِنَّ حَائِطِی الْمِخْرَافُ صَدَقَۃٌ عَلَیْھَا ۱۶؎

''کہ میرا باغ مخراف اُس کی طرف سے صدقہ ہے''۔

کیا عظیم لوگ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ اپنے اَعمال پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا لیتے اور اپنے اَعمال پر قبولیت کی مُہر لگوا لیتے تھے۔

اگر فوت شدہ والدین یا اور بزرگوں کو ثواب پہنچانے کے لئے باغ صدقہ کرنا جائز نہ ہوتا تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی گواہ نہ بنتے۔ اے بصیرت والو!۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غلط معاملہ میں گواہ نہیں بنتے تھے۔

ایک حدیثِ پاک میں ذکر ہے جس کے راوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے (حضرت) نعمان (رضی اللہ عنہ) کو ایک غلام دیا تو اُن کی بیوی حضرت عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا' حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس معاملہ میں گواہ بنالو۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''میں بیٹے کو غلام دینے کے معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا نعمان (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ تیرا اور بھی کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو سب لڑکوں کو غلام دے گا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: میں اَیسے عطیہ میں گواہ نہیں بنوں گا''۔ ۱۷؎

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الوصایا جلد ا ص ۳۸۶ پر بَابٌ اِذَا قَالَ اَرْضِیْ اَوْبُسْتَانِیْ صَدَقَۃٌ لِلّٰہِ عَنْ اُمِّیْ فَھُوَ جَائِزٌ وَاِنْ لَّمْ یُبَیِّنْ لِمَنْ ذَالِکَ ۱۸؎ ''باب: اگر کوئی یوں کہے میری زمین یا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے، تو جائز ہوگا۔ گو یہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں پر صدقہ ہے''۔ کے

۱۶؎ بخاری جلد ا ص ۳۸۷' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۲' فتح الباری جلد ۵ ص ۴۹۶' عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۵۶' تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۷' تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۳۱۸۔ ۱۷؎ ابوداود جلد ۲ ص ۱۴۴ (کتاب البیوع)۔ ۱۸؎ بخاری جلد ا ص ۳۸۶۔

تحت محولہ بالا حدیث شریف نمبر ۴ نقل فرمائی ہے۔ جس کے حاشیہ نمبر ۵ پر تحریر ہے۔

وَفِيهِ اَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ يَصِلُ اِلَى الْمَيِّتِ وَيَنْفَعُهُ [۱۹] "اِس حدیث شریف میں ثبوت ہے کہ صدقہ کا ثواب اور نفع یقیناً وصال شدہ لوگوں کو پہنچتا ہے"۔

(۵): اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے عرض کیا:

اِنَّ اُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَ تَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا [۲۰] "میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے، میرا خیال ہے اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُس کی طرف سے صدقہ کرو"۔

مذکورہ بالا حدیث پاک حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاَةً اَنْ يَّتَصَدَّقُوْا عَنْهُ وَقَضَاءِ النُّذُوْرِ عَنْ الْمَيِّتِ [۲۱] "کوئی اچانک فوت ہوجائے تو مستحب یہ ہے کہ اُس کی طرف سے صدقہ کریں اور میّت کی طرف سے نذر پوری کریں" کے باب میں لکھی ہے۔

(۶): حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْ لَهٗ [۲۲]

---

[۱۹] ایضاً۔ [۲۰] بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶۔ [۲۱] بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶، فتح الباری جلد ۵ ص ۴۸۴، عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۵۵۔ [۲۲] مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۲، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۲۷۸، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۳۷، مشکل الآثار جلد ۱ ص ۹۵، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۹۵۲، ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۴ حدیث نمبر ۲۸۸۰، مشکوٰۃ ص ۳۲ حدیث نمبر ۲۰۳، مرآۃ جلد ۱ ص ۱۸۸، الاعتصام ہفت روزہ (غیر مقلد) ص ۱۲/۲۰۲ جلد ۳۲ شمارہ ۱۴۔۱۳ اکتوبر ۱۹۸۰۔ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱، نسائی حدیث نمبر ۳۶۵۱، ترمذی حدیث نمبر ۱۳۷۶، مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۱۲۔

”جب اِنسان فوت ہوجاتا ہے تو اُس سے اُس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے۔ مگر تین اعمال کا تعلق (اُس سے ختم نہیں ہوتا) (۱) صدقۂ جاریہ۔ (۲) ایسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ یا (۳) اولادِ صالح جو اُس کے لیے دُعائے خیر کرتی ہے“۔

منظور احمد نعمانی دیوبندی صاحب نے یہاں لکھا ہے ”یہ تین سلسلے یا اِن میں ایک دو بھی اگر مرنے کے بعد کوئی خوش نصیب چھوڑ گیا ہے تو اُن سے اُس کو برابر ثواب پہنچتا رہے گا“۔ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۱)

”مثلاً ایک شخص نے کسی کو دین سکھایا۔ اُس کے بعد سکھانے والا مر گیا۔ پھر اُس کے اُس شاگرد نے بہت سے لوگوں کو دین سکھایا اور علیٰ ہذا القیاس اُس کے بعد یہ سلسلہ اِسی طرح چلتا رہا تو سینکڑوں ہزاروں برس گزر جانے کے بعد بھی یہ علمی فیض اگر جاری رہے گا تو اُس معلّمِ اوّل کو بھی اُس کے ثواب کا حصّہ ملتا رہے گا۔ حالانکہ بعد میں اِس تعلیم و تعلّم کا جاری رکھنا ظاہر ہے کہ اُس پہلے شخص کا ذاتی عمل نہ ہوگا۔ لیکن اُس سلسلۂ خیر میں چونکہ یہ ایک واسطہ بنا تھا۔ اِس لیے اِس سلسلہ کا ثواب اُس کو برابر ملتا رہے گا۔ یہی حال صدقۂ جاریہ کا بھی ہے“۔ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۱)

مذکورہ بالا حدیث شریف نمبر ۱ سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ کسی چیز کو اللہ عزوجل کے سوا کسی کے لئے نامزد کردیا جائے تو وہ چیز حرام یا ناجائز نہیں ہوجاتی۔

سوال:۔ کیا قرآنِ مجید میں اِسی طرح مخلوق کی طرف نسبت یا نامزدگی کا ذکر آتا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں! چند آیاتِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ق .... (البقرۃ:۲۹)

”وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا ہے جو کچھ زمین میں ہے“۔

(۲) وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ط .... (البقرۃ:۱۸۴)

”اور جنہیں اِس کی طاقت نہ ہو (یعنی روزہ رکھنے کی) تو وہ فدیہ (بدلہ) دیں ایک مسکین کا کھانا۔

(۳) فَانظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ.... (البقرۃ:۲۵۹) ''اپنے کھانے اور اپنے پانی کو دیکھو'' طَعَامِکَ (تیرا کھانا) شَرَابِکَ (تیرا پانی)۔

(۴) وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ.... (المائدۃ:۵) ''اور اہلِ کتاب کا کھانا' تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لئے حلال ہے''۔

(۵) خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً.... (التوبہ:۱۰۳) ''(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) اُن کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل فرمائیں''۔

(۶) وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی ٥ قَالَ ھِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْھَا وَاَھُشُّ بِھَا عَلٰی غَنَمِیْ.... (طٰہٰ:۱۷۔۱۸) ''اور یہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ اے موسیٰ (علیہ السلام)! عرض کیا یہ میرا عصاء ہے۔ میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اِس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں''۔

(۷) وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْہِ غَنَمُ الْقَوْمِ.... (الانبیآء:۷۸) ''اور (حضرت) داوٗد اور (حضرت) سلیمان (علیہما السلام) کو یاد کرو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے جب رات کو اُس میں ایک قوم کی بکریاں چھوٹیں''۔

محولہ بالا سات (۷) آیاتِ مبارکہ کو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اِن میں ہے:۔

(۱) تمہارے لئے (۲) مسکین کا کھانا (۳) تمہارا کھانا

(۴) تمہارا پانی (۵) اہلِ کتاب کا کھانا (۶) اُن کا مال

(۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بکریاں (۸) قوم کی بکریاں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ شَانُہٗ نے خود فرمایا: اے لوگو! زمین میں جو کچھ ہے سب کچھ تمہارے لئے ہے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ شَانُہٗ نے تو جنتیں بھی اِیمان والوں کے نامزد فرمادی ہیں۔ اِرشاد باری تعالیٰ ہے: وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ ط ...
(البقرۃ:۲۵) ''اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم)! اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اَعمالِ صالح کرتے ہیں خوشخبری سنا دیں' اُن کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں''۔

خیالِ غالب یہی ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز غیر اللہ کے نام لگا دی جائے وہ حرام ہو جاتی ہے پھر تو یہ جنت میں بھی نہیں جائیں گے کیونکہ وہ غیر اللہ کے نامزد ہونے کی وجہ سے اِن کے غیر اسلامی عقیدے کے مطابق اِن پر حرام ہو چکی ہے۔

سوال:۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں جس چیز پر غیر اللہ کا نام لیا جائے' وہ چیز حرام ہو جاتی ہے وہ کیا دلیل پیش کرتے ہیں؟

جواب: اِن لوگوں نے قرآنِ مجید کی ایک آیتِ کریمہ اپنے دعوے کے لئے دلیل بنا رکھی ہے۔ جس کا یہ لوگ اپنے غلط عقیدے کی تعمیر کے لئے غلط ترجمہ کرتے ہیں۔ وہ آیتِ کریمہ قرآنِ مجید کے مختلف مقامات پر چار مرتبہ آتی ہے: (۱) البقرۃ:۱۷۳ (۲) المائدۃ:۳ (۳) الانعام ۱۴۵ اور (۴) النحل:۱۱۵

آیتِ قرآنی یہ ہے: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ج ... ''اُس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں' یعنی مردار' بہتا ہوا خون' خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جس کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے''۔ یہ وہ آیتِ کریمہ ہے۔ جس کا غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات نے ترجمہ کیا ہے کہ ''جس چیز پر اللہ کے سوا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہے'' چند تراجم ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ''اور جو کچھ پکارا جائے اُوپر اُس کے سوائے خدا کے''۔ (البقرۃ:۱۷۳) ''اور وہ چیز کہ بلند آواز کی جائے واسطے غیر خدا کے''۔ (المائدۃ:۳) شاہ رفیع الدین

(۲) ''اور جس چیز پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کا''۔ (البقرۃ:۱۷۳) ''اور جس چیز پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کا''۔ (المائدۃ:۳) شاہ عبدالقادر۔

فتح محمد جالندھری' حافظ محمد لکھوکی' ڈپٹی نذیر احمد' احمد علی لاہوری' محمود الحسن

دیوبندی، وحید الزماں (غیر مقلد)، عبدالماجد دریابادی دیوبندی اور عبداللہ یوسف علی وغیرہ (غیر مقلد) صاحبان نے بھی محولہ بالا تراجم کی طرح ترجمہ کیا ہے۔ جبکہ اشرف علی تھانوی دیوبندی، غلام احمد حریری دیوبندی، مفتی محمد شفیع دیوبندی اور احمد سعید دیوبندی صاحبان نے ترجمہ کیا ہے کہ "جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو اور جو جانور غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو"۔

حالانکہ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ میں نامزدگی کے معنوں والا کوئی لفظ نہیں۔ من گھڑت اور غلط تراجم نے لوگوں میں تفرقہ پیدا کر دیا ہے۔ اِن مذکورہ بالا اور کچھ دیگر حضرات کے پیروکار آنکھیں بند کر کے جس چیز کو چاہتے ہیں حرام قرار دیتے ہیں۔ لیکن لطف کی بات ہے کہ یہ لوگ ایک طرف گیارہویں شریف، نذر و نیاز اور ختم شریف کو حرام قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف وہیں بیٹھ کر خوب سیر ہو کر، ڈٹ کر کھاتے ہیں۔

سوال: پچھلے صفحہ پر جو آیتِ کریمہ بیان کی گئی ہے اُس کا صحیح ترجمہ کس کس نے کیا ہے؟

جواب: اِس سلسلہ میں معلومات کے لئے پہلے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ عربی سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کا اعزاز سب سے پہلے حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے اور برصغیر پاک و ہند میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ نے حاصل کیا ہے۔ اِن دونوں بزرگوں نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے جو درج ذیل ہے۔ "وآنچہ آواز برداشتہ شود در وقت ذبح برائے غیر خدا" "آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا"۔ (شیخ سعدی علیہ الرحمہ اور شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ)

اِن تراجم کے معنی ہیں "اور یہ کہ ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام بلند کیا جائے تو جانور حرام ہو جائے گا"۔

حضرت اِمام احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی نے ترجمہ قرآن کنز الایمان میں لکھا ہے۔ "اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ حرام ہے"۔

عربی مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے کہ جس جانور کو ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی بجائے باسم فلاں بن فلاں کہا جائے گا وہ جانور حرام ہو جائے گا۔ تفاسیر ملاحظہ فرمالیں۔ ۲۳ے

سوال: کیا گیارہویں شریف فرض ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: تو پھر کیا ہے؟

جواب: نفلی عمل ہے۔

سوال: اگر کوئی گیارہویں شریف کا ختم شریف نہ دلوائے تو کیا وہ اِسلام سے خارج ہو جائے گا؟

جواب: نہیں۔

سوال: اگر کوئی ختم شریف دلوائے تو کیا وہ اِسلام سے خارج ہو جائے گا؟

جواب: نہیں۔

سوال:۔ کیا گیارہویں شریف سے روکنا جائز ہے؟

جواب: نہیں۔ گیارہویں شریف ایک نیک عمل ہے اور نیک کام سے روکنا جائز نہیں ہے۔ اَچھے اور جائز کام سے روکنا شیطان کا کام ہے۔

سوال: کیا گیارہویں شریف کے لئے تاریخ اور وقت مقرر کرنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں ہے۔ ہر کام تاریخ اور وقت مقرر کر کے کیا جاتا ہے۔

سوال: اگر گیارہویں شریف کا ختم شریف گیارہ تاریخ سے پہلے یا بعد میں کیا جائے تو کوئی حرج تو نہیں؟

---

۲۳ے تفسیر ابن عباس ص ۱۸، الصاوی علی الجلالین جلد اص ۱۷، مستدرک حاکم جلد اص ۷۰۔۶۹، معالم وخازن جلد اص ۱۱۹، البیضاوی ص ۴۰، تفسیر کبیر جلد اص ۳۸۱، درمنثور جلد اص ۱۴۸، تفسیر قرطبی جلد اجز ۲ ص ۲۲۳، تفسیر روح البیان جلد اص ۲۱، علاوہ ازیں بیسیوں تفاسیر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

جواب: اِس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ گیارہویں شریف کا ختم شریف سارا مہینہ یا سارا سال جب چاہیں، جس وقت چاہیں کر سکتے ہیں۔ اِس کے منعقد ہونے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہے۔

سوال: عام مہینوں میں گیارہویں شریف کو گیارہویں شریف کہتے ہیں لیکن جب ربیع الآخر کے مہینہ میں گیارہویں شریف کے پروگرام منعقد ہوتے ہیں تو اُنہیں بڑی گیارہویں شریف کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اِس کی وجہ یہ ہے کہ ربیع الآخر کا مہینہ غوثِ اعظم حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وصال کا مہینہ ہے اور اِس مہینہ میں عام مہینوں کے مقابلے میں بڑے وسیع پیمانے پر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ذکرِ خیر کی محافل سجائی جاتی ہیں۔ اُن کی سیرتِ مبارکہ، کردار، اَعمال اور کرامات بیان کی جاتی ہیں۔ اِس لئے اُسے بڑی گیارہویں شریف کہا جاتا ہے۔ اِس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں، نیز یہ مہینہ آپ کے عرس مبارک کا مہینہ ہے۔

سوال: ختم شریف کے لئے کوئی خاص چیز مخصوص ہے؟

جواب: ہرگز نہیں اعلیٰ قیمت اور کم قیمت جو چیز بھی ہو اُس کو ختم شریف میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ چیز حلال مال سے ہو۔ رشوت اور سود کے مال اور لوٹی ہوئی دولت اور مال وَاسباب سے نہ ہو۔

سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی گیارہویں شریف کا ختم دلوایا تھا؟

جواب: غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اُس دَور میں نہیں تھے۔ آپ تو ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اِس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گیارہویں شریف کا ختم دلوانے کا سوال کرنا ہی بے معنی ہے ہاں اَلبتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے وصال شدہ والدین کے لئے صدقات وخیرات کرتے تھے، کنوئیں کھدواتے تھے، باغات کے پھل ایصالِ ثواب کے لئے تقسیم کرتے تھے۔ وہ صدقہ وخیرات کرتے تھے۔ جس

کی تفصیل آپ پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ آج کے دَور میں صدقہ وخیرات کے ساتھ ختم شریف کا لفظ لگا دیتے ہیں۔

سوال: یہ ختم شریف کیا ہوتا ہے؟

جواب: یہ چند سورتیں پڑھ کر دُعا کرنے کا نام ہے۔

سوال: ایک آدمی کہتا تھا جو چیز ختم ہوگئی وہ ختم ہوگئی۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: یہ معنی بے علمی، بے خبری، ناراضگی اور ضد کے ہیں۔ مقام غور ہے جب کسی چیز کے بارے میں ختم کا لفظ بولتے ہیں مثلاً ایک شخص نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کی، سورۃ الفاتحہ سے لے کر والناس کی س تک پہنچ گیا تو اُس نے کہا کہ میں نے قرآنِ مجید ختم کرلیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شروع سے آخر تک پڑھ لیا ہے۔ اِن معنوں میں لفظ ختم اِستعمال ہوتا ہے۔ اَب ختم شریف کے معنی سمجھئے کہ قرآنِ مجید اور چند سورتیں پڑھیں اور دُرود شریف اور دُعا پر کلام کو مکمل کیا تو اِس کو ختم شریف کا نام دے دیا گیا ہے۔ ہر معاشرے اور سوسائٹی میں اِظہارِ مقصد کے لئے کچھ اَلفاظ بولے جاتے ہیں جن کی غرض سوائے مقصد ظاہر کرنے کے کچھ نہیں ہوتی۔ اَیسے ہی لفظ ختم شریف ہے۔

ختم شریف کے بارے میں جاننے کے لئے ضروری ہے کہ یہ جانا جائے کہ لفظ ختم کے معانی کیا ہیں؟ اِس لفظ کے اِستعمال کا آغاز کب ہوا؟ کس نے سب سے پہلے ختم کا لفظ ارشاد فرمایا؟ آج ختم شریف کا کیا مطلب لیا جاتا ہے؟

یہاں اُن لوگوں کی نادانی اور بے علمی پر بحث نہیں ہوگی جو لفظ ختم کا مذاق اُڑاتے ہیں کیونکہ اَیسے لوگوں کو فہم وفراست اور علم وشعور سے محبت نہیں۔ اُن کا مذہب ٹھٹھہ، مذاق اور طعن وتشنیع ہے۔

## مجھے دینِ اِسلام سے پیار ہے

# ختم شریف

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ مقدسہ میں ثواب کا تحفہ پیش کرنے' بزرگانِ دین کوثواب کا نذرانہ پیش کرنے اور وصال شدہ ایمانداروں' والدین یا دیگر لوگوں کو اِیصالِ ثواب کرنے کے لئے مختلف ایّام میں جو اِہتمام کیا جاتا ہے اُس کے مختلف نام بیان کئے جاتے ہیں مثلاً:

میلاد النبی ﷺ کانفرنس' سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس' عرس مبارک' تیسرے' ساتویں' دسویں' پندرھویں' بیسویں' تیسویں یا چالیسویں کا ختم' قل شریف کا ختم' قرآن خوانی یا ختم قرآنِ شریف یا ختم بخاری شریف یا گیارھویں شریف وغیرہ اِن تمام ناموں کے ساتھ جو اِہتمام ہوتا ہے اُس کا مقصد تحفہ یا نذرانہ پیش کرنا یا اِیصالِ ثواب کرنا ہوتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے لئے یا فلاں بزرگوں کے لئے ختم شریف کا اِہتمام کیا گیا ہے۔ جس میں اُنہیں ثواب کا تحفہ نذرانہ پیش کیا جائے یا یہ فلاں میّت کے لئے ہے۔ یہ نامزدگی پہچان کے لئے ہوتی ہے اِس کے علاوہ اور کوئی نظریہ نہیں ہوتا۔ یہ نامزدگی اَیسی حقیقت ہے جس سے اِنکار یا جس کے خلاف حرام اور شرک کا فتویٰ محض فرقہ پرستی' قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ سے بے علمی کی دلیل ہے۔

قاضی حسین احمد سابقہ امیر جماعت اِسلامی اور پروفیسر عبدالغفور سابقہ سیکرٹری جنرل جماعت اِسلامی کے فوت ہونے کے بعد جماعت اِسلامی نے قومی کانفرنس اور دیوبندی مکتب فکر کے لوگوں نے یادِ اَسلاف کانفرنسیں منعقد کیں۔ مگر یہ لوگ گیارھویں شریف کے نام سے منعقد پروگراموں کے خلاف بدعت کے فتوے دیتے ہیں۔

اِس کائنات کے خالق ومالکِ حقیقی نے ساری کائنات ہی اِنسانوں کے نام

لگا دی ہے' نامزد کر دی ہے۔ اگر نامزدگی حرام اور شرک ہوتی تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم خود ایسا نہ کرتا۔

سوال: کیا ختم شریف بدعت ہے؟

جواب: ختم شریف کو بدعت کہنا خود ایک بدعتِ سیئہ ہے۔ اِس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآنِ مجید کا ختم کرتے تھے۔

سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ختم شریف کے بعد کوئی کھانے پینے والی چیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کیا کرتے تھے؟

جواب: جی ہاں!

سوال: کبھی سنا تو نہیں؟

جواب: شاید آپ کی رہائش اَیسے محلے میں ہے جہاں قرآنِ مجید ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی قرآنِ مجید کے ختم کے موقع پر خوشی کا اِظہار کیا جاتا ہو۔

جواب پر جواب: نہیں اَیسا تو کوئی مسئلہ نہیں۔ ہمارے محلے میں تو ختم بخاری' تقریب بخاری' اِختتام بخاری اور تکمیلِ بخاری کا پروگرام ہوتا ہے۔ یہ ختم بخاری کا جشن ہر سال بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ ختم بخاری کرنے والے حضرات چھ چھ اور آٹھ آٹھ رنگ کے بڑے بڑے اِشتہارات بھی چھاپتے ہیں۔

جواب: تو سنئے ختم بخاری اَصل میں بدعت ہے اور اَب کہیں کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ہر بدعت گمراہی ہے۔ ختم بخاری وہ عمل ہے جو نہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے' نہ تابعین رضی اللہ عنہم نے۔ یہ چودھویں صدی کے آخیر اور پندرھویں صدی کے آغاز میں اُن لوگوں کی اِیجاد ہے جو ختم قرآن کو بدعت کہتے ہیں۔ بھلا سوچو تو سہی قرآنِ مجید پہلے اُترا یا حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی بخاری شریف پہلے مرتب ہوئی۔

آپ کے محلے کے لوگ کیسے ہیں جو کتاب' اللہ جل مجدہ الکریم نے نازل فرمائی جس کا دَور خود رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل امین علیہ السلام

کے ساتھ کرتے تھے اور قرآنِ پاک ختم کرتے تھے اُس کا ختم شریف تو بدعت ہوا۔ اور جس کتاب کو مرتب کرنے اور بنانے والا ایک غیر معصوم اِنسان حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ ہے اُس کا ختم سُنّت ٹھہرا۔ سبحان اللہ! کیا من گھڑت بے علمی موشگافیاں ہیں۔

سوال:۔ تو کیا ختم بخاری جائز نہیں؟

جواب:۔ اگر تو ختم قرآنِ مجید ناجائز ہے پھر ختم بخاری تو ناجائز ہی ناجائز ہے۔ اگر ختم قرآنِ مجید جائز ہے تو پھر ختم بخاری میں کوئی حرج نہیں۔ ختم بخاری کے مقابلے میں تو ختم قرآنِ مجید بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔

یہاں ختم کے معنی یہ ہیں کہ قرآنِ مجید کو سورۃ الفاتحہ سے شروع کر کے سورۃ النّاس تک پڑھ لینا۔ جب کوئی مسلمان سورۃ النّاس تک پہنچ جائے گا تو مقصد یہی ہوگا کہ میں نے پورا قرآنِ مجید پڑھ لیا یا قرآن شریف ختم کرلیا ہے۔ ایسے ہی ختم بخاری شریف سے بھی یہی مراد ہے۔ اِسے شروع سے آخر تک پڑھ کر ختم کرلیا جاتا ہے اور پھر جہاں ختم بخاری یا تکمیل بخاری یا اِختتام بخاری یا تقریب بخاری کا پروگرام ہوتا ہے وہاں بڑے بڑے نامی گرامی اُونچی اُونچی قراقلی ٹوپیوں والے لوگ آتے ہیں اور بعد از پروگرام خوب رنگ برنگے کئی اَقسام کے کھانے کھاتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ دُعا کیے بغیر' اللہ تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم کا کلام پڑھے بغیر کھانا کھالیتے ہیں۔ جبکہ جو لوگ ختم قرآن کرتے ہیں یا میلاد شریف یا گیارہویں شریف کا پروگرام کرتے ہیں وہ پروگرام کے اِختتام پر کھانا سامنے رکھ کر چند سورتیں تلاوت کرتے ہیں اور کھانے میں برکت کی دُعا کرتے ہیں اور پھر کھانا کھاتے ہیں۔ اِن لوگوں کے کھانے میں یہ کمال ہے کہ اِن کے کھانے کو شیطان نہیں کھاتا۔ اِس لئے کہ جس کھانے پر بسم اللہ شریف پڑھی جائے وہ کھانا شیطان پر حرام ہو جاتا ہے اور جن پر چاروں قل شریف اور سورۃ الفاتحہ اور دیگر آیاتِ مبارکہ پڑھی جائیں وہ چیزیں تو شیطان کے لئے حرام کے اِنتہائی درجہ پر ہوتی ہیں۔ جبکہ جس کھانے پر بسم اللہ شریف اور قل شریف نہ پڑھا جائے وہ کھانا شیطان کے لئے اِنتہائی لذیذ اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔

سوال: یہ بات آپ محض طنز و مزاح کی بنیاد پر کر رہے ہیں یا واقعتاً اور حقیقتاً ایسا ہوتا ہے؟

جواب: طنز و مزاح کی بات نہیں ہے، آپ کو رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کے ارشاداتِ گرامی اور اُن کے حوالہ جات بیان کر دیئے جاتے ہیں تاکہ اطمینانِ قلب حاصل ہو۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کھانے پر بسم اللہ شریف نہ پڑھی جائے شیطان اُس کھانے کو اپنے لیے حلال بنا لیتا ہے''۔ [۲۴]

(۲) حضرت اُمیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''ایک شخص کھانا کھا رہا تھا تو اُس نے بسم اللہ نہ پڑھی حتیٰ کہ اُس کھانے کا ایک لقمہ باقی رہا تو اُس نے کہا: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ تو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ مسکرائے۔ پھر فرمایا: پہلے تو شیطان اُس کے ساتھ کھاتا رہا جب اُس نے اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ کا نام لیا (یعنی بسم اللہ شریف پڑھی) تو شیطان نے قے کر کے سارا کھانا پیٹ سے نکال دیا''۔ [۲۵]

سوال: کیا کھانا سامنے رکھ کر دُعا کی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! کھانا سامنے رکھ کر دُعا کی جا سکتی ہے۔ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کھانا سامنے رکھ کر دُعا فرماتے تھے۔

سوال: کوئی واقعہ یا حوالہ پیش کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت اُمِ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا، رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور ہمارے پاس کچھ نہیں جو

---

[۲۴] مسند احمد جلد۵ ص۳۸۳، الترغیب والترہیب جلد۳ ص۱۲۵، شرح السنۃ جلد۶ ص۶۲، مسلم جلد۱ ص۱۷۲، کتاب الاذکار ص۱۹۷۔ [۲۵] مشکوٰۃ ص۳۶۵ حدیث نمبر۴۲۰۳، مستدرک حاکم جلد۴ ص۱۲۱، مسند احمد جلد۴ ص۳۳۶، الترغیب والترہیب جلد۳ ص۱۲۴، ابوداؤد حدیث نمبر۳۷۶۸، مرقاۃ جلد۸ ص۱۱۴۔

اُنہیں کھلائیں تو حضرت اُمِ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ علیم وعظیم اور اُس کے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس آئے تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت اُمِ سُلیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو فرمایا: اے اُمِ سُلیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تیرے پاس جو کچھ ہے وہ لے آ۔ حضرت اُمِ سُلیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس جو روٹی تھی وہ لے آئیں۔ نبیِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حکم فرمایا کہ اِس کے ٹکڑے کیے جائیں۔ حضرت اُمِ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُس کے ٹکڑے کیے اور اُس میں گھی کا ڈبہ نچوڑا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقُوْلَ پھر رسول اللہ ﷺ نے اُس پر پڑھا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا پھر فرمایا: دس آدمیوں کو بلاؤ کہ وہ کھائیں۔ اِس طرح ستر یا اَسی آدمیوں نے کھانا کھایا۔ [۲۶]

## عظیم الشان معجزہ دُعا اور برکت:

کھانے پر دُعا کرنا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا عملِ مبارک ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، (ایک سفر میں) لوگوں کے توشے کم رہ گئے (یعنی کم ہو گئے) اور لوگ خالی ہاتھ ہو گئے تو وہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس اپنے اُونٹ نحر کرنے کی اِجازت لینے کے لئے آئے۔ آپ ﷺ نے اُن کو اِجازت دے دی۔ اُن لوگوں کو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملے تو اُنہوں نے واقعہ بیان کیا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُونٹوں کے بعد تمہاری بقاء کیسے ہو گی؟ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اُونٹوں کے نحر ہو جانے کے بعد

---

[۲۶] مشکوٰۃ ص ۵۳۷ حدیث نمبر ۵۹۰۸، بخاری جلد اص ۵۰۵ حدیث نمبر ۳۵۷۸، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۹ حدیث نمبر ۲۰۴۰، مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۳۰۷، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۴۸، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۷، دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۸۹۔

لوگوں کی بقاء کی صورت کیا ہوگی؟ ۔ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں اِعلان کردو بچے ہوئے توشے لے کر حاضر ہوں۔ (سب لے کر آئے) فَدَعَا وَبَرَّکَ عَلَیْهِ "آپ ﷺ نے دُعا کی اور اُس پر برکت ڈالی"۔ پھر برتن منگوائے تو سب لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لئے۔ جب لوگ اپنے برتن بھر کر فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ٢٧

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک) کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ (تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک) کا رسول ﷺ ہوں۔ یہ معجزہ دیکھ کر آپ ﷺ نے اپنی رسالت کی گواہی دی"۔

حضور نبی کریم سیّد کائنات ﷺ نے فرمایا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِس میں اِس طرف اِشارہ ہے کہ معجزہ کا ظہور رسالت کی تائید ہے کیونکہ معجزات انبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت پر شہادت کے موجب ہوتے ہیں۔ نیز اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کھانے پر دُعا کرنا مشروع ہے۔

حضرت اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا فَلْیَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ یعنی "جس کو اللہ (تبارک وتعالیٰ رازق حقیقی) کھانا دے وہ اُس پر یہ دُعا کرے اے اللہ (عزّوجلّ) اِس میں برکت عطا فرما"۔ حضرت اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس حدیث شریف کے باب کا عنوان یوں ذکر کیا: بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا اَکَلَ طَعَامًا یعنی جب کھانے کا اِرادہ کرے تو کیا دُعا کرے اِس کے بعد دوسرے باب کا عنوان یہ ذکر کیا: بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ یعنی جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو کیا دُعا کرے، معلوم ہوا کہ طعام کھانے سے پہلے اور اُس کے بعد دُعا کرنا مشروع ہے۔

جو لوگ کھانا آگے رکھ کر دُعا کرنے کو بُرا جانتے ہیں اور کھانا کھا بھی جاتے

---

٢٧ بخاری جلد ۱ ص ۴۰۴، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۱۰۲، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۴۴۰۔

ہیں۔ اُنہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِرشاداتِ مبارکہ توجہ سے پڑھنے چاہییں۔ اگر کھانا آگے رکھ کر دُعا کرنا ناجائز ہوتا تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کبھی کھانا آگے رکھ کر برکت کے لئے دُعا نہ فرماتے۔ بات کرنے سے پہلے کچھ پڑھ اور سیکھ لینا چاہئے۔ بغیر علم کے بات کرنا اچھے لوگوں کا کام نہیں۔ جن لوگوں کے نزدیک کھانا آگے رکھ کر دُعا کرنا ناجائز ہے تو اُن کو اَیسا کھانا نہیں کھانا چاہیے۔

سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کوئی اَیسا واقعہ پیش کیا جاسکتا ہے جس میں اِس بات کا ذکر ہو کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے قرآنِ مجید یا کوئی سورت وغیرہ ختم کی ہو تو اُنہوں نے کھانا کھلایا ہو؟

جواب: جی ہاں! حدیثِ پاک میں اِس کا ذکر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

موطّا اِمام مالک میں ص ۱۹۰ پر ہے حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سورۃ البقرۃ آٹھ برس تک سیکھتے رہے۔ [۲۸] حاشیہ میں لکھا ہے یہ مقصد نہیں کہ معاذ اللہ اُن کا حافظہ کمزور تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ سورۃ البقرۃ کے فرائض اور اَحکام اور اُس کے متعلقات پر آٹھ برس تک غور کرتے رہے۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت نافع علیہ الرحمہ سے اور وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ۱۲ سال میں سورۃ البقرۃ ختم کی اور اُس کے ختم پر ایک اُونٹ ذبح کیا۔ [۲۹]

سوال:۔ کیا رشوت اور سود کے پیسے سے گیارہویں شریف یا نذر و نیاز دی جاسکتی ہے؟

جواب:۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص سود یا رشوت کے مال سے اَیسے اَعمال کرے گا تو منظور نہیں ہوں گے، اِس لئے کہ اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَایَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا [۳۰]

"اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہٗ) پاک ہے اور پاک چیز کو قبول فرماتا ہے"۔

---

[۲۸] الجامع شعب الایمان جلد ۴ ص ۵۱۳۔ [۲۹] الجامع شعب الایمان جلد ۴ ص ۵۱۲۔ [۳۰] مسلم جلد ۱ ص ۳۲۶ حدیث نمبر ۱۰۱۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۲۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۷۶۰، ترمذی حدیث نمبر ۲۹۸۹، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۸۸۳۹، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۴۵، قرطبی جلد ۶ جز ۱۱ حدیث نمبر ۶۹، تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۹۶۔

یادرکھیں ایک سودیگیں جو حرام پیسے سے پکائی جائیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کی بارگاہِ اَقدس میں نامنظور ہیں۔ اُن کے مقابلے میں سادہ روٹی اور چنے کی دال جو حلال پیسے سے پکا کر ختم شریف، گیارہویں شریف یا میلاد شریف کے لئے تقسیم کی جائے اُن سودیگوں سے اعلیٰ اور اَفضل ہے۔ اِس لئے کہ حرام مال اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کی بارگاہِ اَقدس میں مقبول نہیں ہوتا۔

سوال: گیارہویں شریف کا مقصد کیا ہے؟

جواب: یہ ایک تحفہ ہے، جو پیرِ پیراں غوثِ اعظم شیخ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

سوال: کیا آپ کے والدین زندہ ہیں؟

جواب: نہیں فوت ہو چکے ہیں۔

سوال: تو آپ اپنے والدین کے لئے ختم شریف کا اہتمام کیوں نہیں کرتے؟

جواب: آپ کو کس نے کہا ہے کہ نہیں کرتے۔ یادرکھیں، بدگمانی نہیں کرنی چاہئے۔ ہم تو اپنے والدین رحمہما اللہ تعالیٰ کے ایصالِ ثواب کے لئے ختم شریف کا باقاعدہ اِہتمام کرتے ہیں۔

سوال: کیا گیارہویں شریف کی طرح؟

جواب: جی ہاں!

سوال: گیارہویں شریف سے لگاؤ زیادہ محسوس ہوتا ہے؟

جواب: ہاں! الحمدللہ ہمیں تو لگاؤ ہے۔ لیکن معترضین کو چونکہ گیارہویں شریف سے پریشانی ہوتی ہے اور جو چیزیں پریشانی کا باعث ہوں وہ زیادہ محسوس ہوتی ہیں۔ اِس لئے کہ گیارہویں شریف کا پروگرام مساجد میں ہوتا ہے جبکہ والدین کے لئے ختم و ایصالِ ثواب کا اِہتمام گھروں میں ہوتا ہے اور کئی صاحب اِستطاعت حضرات مساجد میں بھی اِیصالِ ثواب کے پروگراموں کا اِہتمام کرتے ہیں۔

سوال: گیارہویں شریف یا بزرگانِ دین کے لئے ختم شریف، آخر اِس اِہتمام کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: یہ تحفہ بھیجنے کی غرض سے ہے، تحفہ ہمیشہ اُس کو دیا جاتا ہے جس سے محبت ہوتی ہے اور جس سے محبت ہوگی قیامت کے دن اُس کا ساتھ نصیب ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ [31] ''اِنسان اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت ہوگی''۔ اُسی کو تحفہ نذرانہ دیا جاتا ہے چونکہ اَولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ، اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہٗ کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں، اِس لئے اُن کے ساتھ اپنا تعلقِ محبت اور اِظہارِ وابستگی مختلف جائز اَنداز سے کیا جاتا ہے۔ اِس کی مثال حدیث شریف میں موجود ہے۔

## رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی:

حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رَءَیْتُ عَلِیًّا یُضَحِّیْ بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَہٗ مَا ھٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْہُ [32]

''میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا، دو بکروں کی قربانی کرتے تھے۔ تو میں نے عرض کیا (یا حضرت) یہ کیا ہے؟ تو فرمایا: مجھے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں''۔ لہٰذا (ایک قربانی) میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی کرتا ہوں۔

---

[31] بخاری حدیث نمبر ۶۱۶۹۔۶۰۷۰، مسلم حدیث نمبر ۲۶۴۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۲۶، ترمذی حدیث نمبر ۲۳۸۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰۰۸، مسند احمد جلد ص ۳۹۲، مرقاۃ جلد ۹ ص ۲۱۳، دار قطنی جلد ۱ ص ۱۳۲، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۲۸۶، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۶۳، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۷۔۲۶۔ [32] ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹ حدیث نمبر ۲۷۹۰، ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۵ حدیث نمبر ۱۴۹۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸ حدیث نمبر ۱۴۶۲، مرقاۃ جلد ۳ ص ۵۱۴، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۵۰۔

**مسئلہ نمبر۱:** سرکارِ کائنات ﷺ کے نام کی قربانی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی سُنّت ہے اور آپ ﷺ کا حکم ہے۔ یہ عظیم تبرک ہے۔ اہلِ اِیمان برکت کے لئے ذوق شوق سے کھائیں۔ آج بھی بعض صاحبِ اِستطاعت عشاق نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور کئی عاشقانِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ گائے یا اُونٹ ذبح کرتے ہیں تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا اِمام حسین، حضرت سیّدنا داتا گنج بخش، حضرت سیّدنا غوثِ اعظم یا اپنے شیخ رضی اللہ عنہم کی طرف سے بھی قربانی کرتے ہیں۔

سوال: کیا کسی کے وصال کے بعد اُن کو تحفہ یا ثواب پہنچانے کے لئے کھانا تقسیم کر سکتے ہیں اور یہ کھانا اُنہیں پہنچتا ہے؟

جواب: جی ہاں! تقسیم کر سکتے ہیں اور عالم اَرواح میں اُن کو یہ تحفہ پہنچتا ہے۔

ہاں اَلبتہ کبھی عالم اَرواح میں وہ چیزیں پیش ہوتی ہوئی نظر بھی آتی ہیں مگر مانے گا وہ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم نے قلبِ سلیم اور نورِ ایمان سے مزّین فرمایا ہے۔

آیئے ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے۔ **دُرُّالثَّمِیْنِ فِیْ مُبَشَّرَاتِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ** ﷺ اُس میں نقل فرماتے ہیں۔

**واقعہ نمبر۱:**

**اَلْحَدِیْثُ الثَّانِی وَالْعِشْرُوْنَ اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِی الْوَالِدُ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ فِیْ اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ یُفْتَحْ لِیْ سَنَةً مِنَ السِّنِیْنَ شَیْئٌ اَصْنَعُ بِهٖ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حِمَصًا مُّقْلِیًا فَقَسَّمْتُهٗ بَیْنَ النَّاسِ فَرَاَیْتُهٗ ﷺ وَبَیْنَ یَدَیْهِ هٰذِهِ الْحِمَصُ مُتَبَهِّجًا بَشَّاشًا** [۳۳]

"میرے والد بزرگوار نے مجھے خبر دی' فرمایا کہ میں میلادِ پاک کی خوشی

[۳۳] مترجم ص ۴۰' (چھاپہ سنی دار الاشاعہ علویہ ڈچکوٹ روڈ فیصل آباد۔

میں میلادُالنبی ﷺ کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا۔ایک سال میں اِتنا تنگ دست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر بھنے ہوئے چنے۔میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے رُوبرو وہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ ہشاش بشاش ہیں"۔

**واقعہ نمبر۲:**

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ انفاس العارفین میں لکھتے ہیں:

میرے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ: می فرمودند در ایام وفاتِ حضرتِ رسالت پناہ ﷺ چیزے فتوح نہ شد کہ نیاز آنحضرت طعامی پختہ شود قدرے نخود بریاں وقند سیاہ نیاز کردم شبے درواقعہ دیدم کہ انواع طعام بحضور آنحضرت ﷺ عرضہ میدارند ودراں میان آن نخود بریاں وقند سیاہ نیز معروض داشتند بہ نہایت ابتہاج و بشاشت اقبال فرمودند و آنرا طلبیدند و چیزے ازآں تناول کردند و باقی در صحاب قسمت فرمودہ اند۔ ۳۴

فرماتے تھے رسولِ کریم ﷺ کے وصال کے دن میرے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ میں نبی کریم ﷺ کی نیاز پکاتا۔میرے پاس بُھنے ہوئے چنے اور کالا گڑ تھا' میں نے بُھنے ہوئے چنے اور کالا گڑ نیاز کے طور پر تقسیم کردیئے۔رات کو میں نے خواب میں واقعہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں قسم قسم کے کھانے پیش ہیں اور سب کے درمیان بُھنے ہوئے چنے اور کالا گڑ بھی موجود ہے۔آپ ﷺ نے اُنہیں بہت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اور طلب فرمایا اور اُن میں سے کچھ تناول فرمایا' اور باقی دوستوں میں تقسیم فرمادیئے"۔

**واقعہ نمبر۳:**

شیخ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اخبارالاخیار شریف میں

۳۴۔انفاس العارفین ص ۴۱ کتب خانہ حاجی مشتاق احمد اینڈ سنز اندرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

حضرت شیخ ملک زین الدین وزیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات میں لکھتے ہیں۔

"وتمام متعلقان او از خدمت گاراں وغیر ھم ھمہ نصف شب آخر برای تہجد می برخاستند وتا وقت چاشت در منزل او جز باشارت دست وزبان کارنمی شد از جہت مشغولی اوراد ونوافل گویند کہ ویرا شب جمعہ بروحِ مطہر رسول ﷺ مقدار چند من برنج قبولی می پختند کہ بر ہر برنجی سہ کرت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ خواندہ می دمیدند۔ ۳۵" اور تمام متعلقین اور خدمت گار وغیرہ آدھی رات کے بعد نمازِ تہجد پڑھنے اُٹھ بیٹھتے تھے۔ پھر تہجد کے بعد چاشت کی نماز ختم ہونے تک آپ کے محل میں کوئی شخص اِشارہ کے سوا کوئی بات زبان سے نہیں کہتا تھا۔ آپ کے اَوراد و وظائف کی یہ حالت تھی کہ جب جمعۃ المبارک کی رات آتی تو کئی من چاول رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی روحِ پُر فتوح کو نذرانہ بھیجنے کیلئے پکائے جاتے اور چاولوں کے ہر ہر دانے پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھا جاتا"۔

سوال: فاتحہ مروجہ کے بارے میں کسی اَیسے شخص کا حوالہ پیش کریں جس کو دیوبندی حضرات یا غیر مقلدین مانیں؟

جواب: سچائی کسی مسلک کی محتاج نہیں۔ اِسی سوچ نے سارا نظام خراب کر دیا ہے۔ ایک بات ایک شخص کہتا ہے جو ۱۰۰ فیصد صحیح ہوتی ہے مگر اُس بات کو اِس لئے نہیں مانا جاتا کہ دلیل مانگنے والا سچائی کی عظمت کا قائل نہیں بلکہ اپنے پسندیدہ شخص کو دیکھتا ہے جبکہ اِسلام اِس چیز کو پسند نہیں کرتا۔ بعض اَوقات بات ایک جیسی ہوتی ہے مگر اَفراد کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کی وجہ سے سچی بات کا خون ہو جاتا ہے۔

بہر حال ایک اَیسی شخصیت کا فتویٰ پیش کیا جاتا ہے جنہیں اشرف علی تھانوی دیوبندی، رشید احمد گنگوہی دیوبندی اور خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی صاحبان اپنا روحانی پیشوا اور رہنما مانتے ہیں یعنی حاجی اِمداد اللہ مہاجر مکی صاحب۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"نفسِ اِیصالِ ثواب باَرواحِ اَموات میں کسی کو کلام نہیں ......... سلف

---

۳۵ اخبار الاخیار ص ۲۲۷۔

کی تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مساکین کو کھلا دیا اور دِل سے اِیصالِ ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقتِ قلب ولسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اِسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اِس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے، پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اِس کا مشارٌ الیہ اگر رُوبرو موجود ہو تو زیادہ اِستحضار قلب ہو، کھانا روبرو لانے لگے، کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دُعا ہے اِس کے ساتھ اگر کچھ کلام اِلٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیتِ دُعا کی اُمید ہے تو اِس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین عبادتین ہے"۔

ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

قرآنِ مجید کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں، پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے کہا دُعا کے لئے رَفع یدین سُنّت ہے تو ہاتھ بھی اُٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اُس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے۔ اُس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ دیا پس یہ ہیّت کزائیہ حاصل ہوگئی۔ رہا تعین تاریخ تو یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو اَمر کسی خاص وقت میں معمولی ہو اُس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہوتا رہتا ہے نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اِس قسم کی مصلحتیں ہر اَمر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطورِ نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے۔ ذہین آدمی غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے۔ ۳۶

گیارہویں شریف حضرت غوث پاک قدس سرہ کی، دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی، سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور سرمنی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ، حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصالِ ثواب

---

۳۶ از ہفت مسئلہ دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا ص ۸۱ (کلیات امدادیہ)۔

کے اِسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ ۳۷

گیارہویں شریف کتنا اچھا کام ہے۔ گیارہویں شریف کے پروگرام میں تلاوتِ قرآنِ مجید ہوتی ہے، نعت مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ پڑھی جاتی ہے۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی منقبت سنائی جاتی ہے اور بزرگانِ دین، اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے حالات سنائے جاتے ہیں، دُرود وسلام پڑھا جاتا ہے۔ اِیصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ حاضرین کو شرینی وطعام پیش کیا جاتا ہے۔ تبلیغِ دین کے لئے صحیح العقیدہ سُنی علماء کرام کی عقائد کو پختہ کرنے والی اور اعمال کو درست کرنے والی کتابیں تقسیم کی جاتی ہیں۔

تلاوت کا ثواب ایک حرف کے بدلے میں دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ذکر وفکر میں آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ مبارکہ اور حالات وواقعات بیان ہوتے ہیں۔ سُنّتِ الٰہیہ اور سُنّتِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی روشنی میں اَوامر ونواہی، درس وتدریس، معجزات وکرامات کا بیان ہوتا ہے۔ دُرود وسلام کی برکت سے پڑھنے والوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نیکیوں میں اِضافہ ہوتا ہے، درجات بلند ہوتے ہیں، رحمتوں کی بارش ہوتی ہے اور خود ربِ ذوالجلال والاکرام دُرود وسلام پڑھنے والوں پر دُرود بھیجتا ہے۔ ذکر الٰہی اور ذکر مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی برکت سے وہ جگہیں جنت کے باغ بن جاتی ہیں۔ اِیصالِ ثواب دُعا واِستغفار کے ذریعے دینِ اِسلام کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔

بندۂ پروردگارم اُمتِ احمد نبی ﷺ
دوست دار چار یارم تا بہ اَولادِ علی رضی اللہ عنہ
مذہبِ حنفیہ دارم ملّتِ حضرت خلیل علیہ السلام
خاکِ پائے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ زیرِ سایہ ہر ولی

---

۳۷ از ہفت مسئلہ دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا ص ۸۲ (کلیاتِ امدادیہ) جو حضرات گیارہویں شریف یا اِیصالِ ثواب کے لئے وقت مقرر کرنے کو جائز نہیں سمجھتے وہ اپنے تمام تمام پروگرام دن، وقت اور جگہ مقرر کر کے کرتے ہیں ایں چہ بوالعجبی است۔

## کیا غیر صحابی کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا جائز ہے؟

سوال: بعض لوگ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہے کیا ایسا لکھنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! جائز ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے آپ کے حالات لکھتے وقت شروع میں آپ کا نام نامی اِسم گرامی بڑے اَلقاب کے ساتھ لکھا ہے۔ اور آخر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:-

قطب الاقطاب فرد الاحباب الغوث الاعظم شیخ شیوخ العالم غوث الثقلین امام الطائفتین شیخ الطالبین شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (اخبار الاخیار شریف ص ۹)

سوال: کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ کسی غیر صحابی کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! کہہ سکتے ہیں مگر اِس سوال کے جواب کے لئے قرآنِ مجید سے رہنمائی کی ضرورت ہے۔ قرآنِ مجید میں کل چار آیات مبارکہ ہیں جن میں رضی اللہ عنہم کے کلمات آتے ہیں۔

(۱) سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۱۱۹ (۲) سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۱۰۰ (۳) سورۃ المجادلۃ آیت نمبر ۲۲ (۴) سورۃ البیّنۃ آیت نمبر ۸

اِن کے علاوہ ایک آیت میں لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ...... آتا ہے۔ (سورۃ الفتح آیت نمبر ۱۸)

سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۱۱۹۔

(۱) قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو اُن کا سچ کام آئے گا۔ اُن کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں' اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) سے راضی۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے''۔

سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۱۰۰ میں ہے:

(۲) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

''اور وہ سب سے اَگلے' پہلے' مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) سے راضی۔ اُن کے لئے باغات تیار رکھے گئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے''۔

تفسیر ''احسن البیان'' (سعودی) میں ہے:

''اِس میں تین گروہوں کا ذکر ہے ایک مہاجرین کا جنہوں نے دین کی خاطر اللہ اور رسول کے حکم پر مکہ اور دیگر علاقوں سے ہجرت کی اور سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آگئے' دوسرے اَنصار جو مدینہ میں رہائش پذیر تھے اُنہوں نے ہر موقع پر رسول اللہ ﷺ کی مدد اور حفاظت فرمائی اور مدینہ آنے والے مہاجرین کی خوب پذیرائی اور تواضع کی اور اپنا سب کچھ اُن کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہاں اِن دونوں گروہوں سابقون اور اَوّلون کا ذکر فرمایا ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جو اِن مہاجرین و انصار کے خلوص اور اِحسان کیساتھ پیروکار ہیں۔ اِس گروہ سے مراد بعض کے نزدیک اِصطلاحی

تابعین ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت سے مشرف ہوئے اور بعض نے اِسے عام رکھا ہے۔ یعنی قیامت تک جتنے بھی انصار اور مہاجرین سے محبت رکھنے والے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے والے مسلمان ہیں وہ اِس میں شامل ہیں۔ اِن میں اِصطلاحی تابعین بھی آجاتے ہیں۔ (تفسیر احسن البیان حاشیہ نمبر اص ۵۰۱ من وعن چھاپہ سعودی عرب)

سورۃ المجادلۃ کی آیت نمبر ۲۲ میں ہے:

(۳) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ''جو لوگ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں تم نہ پاؤ گے کہ وہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے رسول (ﷺ) سے مخالفت کی۔ اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ وہ ہیں جن کے دِلوں میں اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ) نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد فرمائی اور اُنہیں اُن باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ (تبارک و تعالیٰ جل جلالہ) اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ) سے راضی۔ یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) کی جماعت ہے۔ سنتا ہے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ) کی ہی جماعت کامیاب ہے''۔

''رضی اللہ عنہم پر اُن کے اِیمانِ خالص، یقینِ کامل اور عملِ صالح کا اِنعام ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ اُن سے راضی ہے اور وہ بھی اِنعام و اِکرام پر راضی ہیں۔ یہ اِعزاز و اِکرام اور یہ اِنعام و افضال اَیسے ہی لوگوں کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے

ڈر کر اُس کے اَحکام کی اِطاعت کریں اور اُس کے محرمات سے دور رہیں۔(جواہر القرآن از افادات حسین علی واں بچھروی ترتیب غلام اللہ خان)

سورۃ البینہ کی آیت نمبر ۸ میں ہے:

(۴) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ o جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ o ع ''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالح کئے وہ تمام مخلوق میں بہترین ہیں اُن کا صلہ اُن کے رب کے پاس ہے، بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ (عزوجل) اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی۔ یہ اُس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے''۔

اِس آیت میں بیان کردہ اعزاز (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) اگرچہ خاص صحابہ کرام کے بارے میں نازل نہیں ہوا۔ تاہم وہ اِس کا مصداقِ اَوّلین اور مصداقِ اتم ہیں۔ اِسی لیے اِس کے معنی مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے مذکورہ صفات سے متصف ہر مسلمان رضی اللہ عنہ کا مستحق بن سکتا ہے۔(تفسیر احسن البیان ص ۱۲۸۲ من وعن)

سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۱۸ میں ہے:

(۵) لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا o لا ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ عزوجل) راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اُس پیڑ کے نیچے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیعت کرتے تھے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ عزوجل) نے جانا جو اُن کے دِلوں میں ہے تو اُن پر اطمینان اُتارا اور اُن کو جلد آنے والی فتح کا اِنعام عطا فرمایا''۔

مذکورہ بالا آیتِ مبارک نمبر ا میں اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل نے سچوں کا ذکر فرمایا ہے کہ سچوں کا سچ قیامت کے دن کام آئے گا۔ اُن کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ سچے لوگ جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اُن لوگوں کو اللہ

تبارک وتعالیٰ عزوجل نے فرمایا ہے رضی اللہ عنہم ۔ اِس سے معلوم ہوا ہر سچے ایمان والے کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔

یہاں اِس آیتِ کریمہ میں رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ کا لفظ اگر چہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے خاص ہے۔ لیکن قیامت تک جتنے بھی سچ بولنے والے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے وہ بھی اِس آیت کریمہ کی بشارت کے مصداق ہوں گے۔ یہ بالکل اِسی طرح ہے جیسے ہم سورۃ الفاتحہ شریف میں پڑھتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل سے اِلتجا کرتے ہیں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۙ کہ "ہمیں سیدھی راہ چلا' اُن لوگوں کی راہ جن پر تیرا اِنعام ہوا"۔

جن پر انعام ہوا وہ کون ہیں؟ وہ یہ مقبول ہستیاں ہیں:

....اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ۝ (النسآ:۶۹) "جن پر اللہ (تبارک و تعالیٰ جل جلالہ) نے اِنعام فرمایا وہ ہیں' اَنبیاء کرام (علیہم السّلام) صدیقین' شہداء اور نیک لوگ۔ یہ کیا ہی اَچھے ساتھی ہیں"۔ اَنبیاء کرام (علیہم السّلام) کا سلسلہ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے پر ختم ہو چکا ہے لیکن صدیقین' شہداء اور صالحین قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور صدیقوں' شہداء اور صالحین سے اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ راضی ہے۔ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ)

دوسری آیتِ مبارک میں اَلسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ میں مہاجرین اور اَنصار رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے اُن کے ساتھ ہی وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡھُمۡ بِاِحۡسَانٍ یعنی اور وہ لوگ جو اُن کے پیرو ہوئے۔ اُن کا ذکر ہوا ہے۔ اُن سے مراد باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہیں اور قیامت تک کے تمام مسلمان جو مہاجرین' اَنصار اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اِطاعت اور پیروی کرنے والے ہیں' مراد ہیں۔ اَیسے لوگ کثیر تعداد میں اَب بھی دُنیا میں موجود ہیں۔ اِس لئے وہ لوگ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیروکار ہیں اُن کو بھی رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔

تیسری آیتِ مبارک جو کہ سورۃ المجادلۃ کی آیت نمبر ۲۲ ہے، میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے کہ مومن کامل کی علامت یہ ہے کہ اُس کا دل نہ تو کفار کی طرف جھکتا ہے اور نہ ہی اُس کے دِل میں اُن کی محبت ہوتی ہے (جیسی اِیمان والوں سے ہونی چاہئے) اگرچہ اُس کے ماں باپ، بہن بھائی، رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے محبت کرنے والا دِل، دشمنانِ پروردگار (عزوجل) اور دشمنانِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت اپنے دِل میں نہیں آنے دیتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں اِس کی جیتی جاگتی تفسیر ہیں۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن ربیعہ کو واصل جہنم کیا۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن عمیر کو بدر میں واصل جہنم کیا۔ اِس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا جن کے دِلوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم نے اِیمان نقش فرما دیا ہے اور اُنہیں اِیمان پر اِستقامت عطا فرما دی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سے راضی ہے خواہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں جو اِن اِرشادات کا اوّل مصداق ہیں یا اَولیاء کرام اور بزرگانِ دین ہوں جو اپنے سینوں میں نورِ اِیمان رکھتے ہیں اُنہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں۔

تمام دلائل اور باتوں کا جواب سورۃ البینہ میں مل جاتا ہے، اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ ○ جَزَآؤُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ "بے شک وہ لوگ جو اِیمان لائے اور اچھے اَعمال کئے وہ تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔ اُن کا صلہ اُن کے رَبّ (کریم) کے پاس باغات ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اُن میں وہ ہمیشہ رہیں گے"۔

جو کلمہ پڑھنے والا، اِیمان والا اور اَعمال صالح کرنے والا ہے، اُس کے لئے مذکورہ بالا اِنعام ہے اور وہ اَیسا خوش نصیب ہے کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ "اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ)

سے راضی''۔

اِس آیتِ کریمہ سے بھی معلوم ہوا' ہر ولی اور بزرگ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ اِس آیتِ کریمہ کے آخر میں ہے ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ''یہ اِس لئے کہ جو اپنے ربّ سے ڈرے'' جس قدر اِیمان کامل اُسی قدر خوفِ الٰہی زیادہ۔ جس کے دِل میں خوفِ الٰہی ہو وہ بہترین مخلوق ہے۔ اُس کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا درست ہے چاہے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو یا تابعین یا آئمہ مجتہدین' صحیح العقیدہ متقی' پرہیز گار مفسرین اور بزرگان دین' رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جب مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ نازل ہو رہی تھیں اُس وقت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت کا فیض پانے والے جو لوگ موجود تھے وہ اوّلین حقدار ہیں کہ انہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے۔ لیکن بعد میں پیدا ہونے والوں کے لئے نہ تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے پر پابندی ہے اور نہ ہی شریعت اِسلامیہ کے کسی قانون کی خلاف ورزی ہے۔ اگرچہ عام طور پر جب کسی کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جاتا ہے' تو سننے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ صحابی رضی اللہ عنہ ہے۔ اَولیاء کرام کے لئے عام طور پر رحمہ اللہ تعالیٰ' علیہ الرحمہ' قدس سرہُ العزیز کے اَلفاظ بولے جاتے ہیں۔ لیکن کتابِ اِلٰہی میں قیامت تک آنے والے اِیمان والوں کے لئے پیغامِ حیات اور ضابطہ اَخلاق ہے۔ لہٰذا جو اِن شرائط کو پورا کرے وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہلانے کا حقدار ہے۔ اِس لئے غیر صحابی کو بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا صحیح ہے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم خود اَیسا فرماتا ہے تو ہمارے لئے قرآنِ مجید رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ آیاتِ قرآنیہ یہ بتاتی ہیں کہ جو صحابی نہ ہو اُس کو بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں۔

بعض لوگ آئمہ دین اور بزرگوں کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے پر جز بز ہوتے ہیں۔ اُن کی اِطلاع کے لئے تحریر ہے کہ اِمام بخاری جو نہ تو صحابی ہیں نہ ہی تابعی اُن کی کتاب الادب المفرد شائع کرنے والوں نے اُن کا نام لکھا ہے۔ الامام الحافظ محمد اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ (چھاپہ بیروت)۔ ابن قیم الجوزی صاحب نے

ایک کتاب لکھی ہے جلاء الافہام (چھاپہ بیروت)۔ اِس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۲ پر موصوف نے اپنے اُستاد ابن تیمیہ صاحب کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ شیخ المحد ثین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے اخبار الاخیار شریف میں صفحہ نمبر ۹ پر پیر پیراں حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا ہے۔

اللہ عزّوجلّ ہم سب کو مدینہ منورہ میں دربارِ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری بار بار نصیب فرمائے۔ وہاں ریاض الجنۃ کے بعد اصحابِ صُفّہ کے چبوترے کے قریب جو بڑا صحن بنا ہے جہاں چھتریاں لگی ہیں، وہاں چار دیواری پر مختلف بزرگوں کے نام لکھے ہیں مثلاً حضرت نعمان بن ثابت (ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ)، حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ، حضرت اِمام مالک رضی اللہ عنہ، حضرت اِمام شافعی رضی اللہ عنہ، حضرت اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔ حالانکہ اِن میں سے کوئی بھی صحابی نہیں مگر سب کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔

## نذر، نیاز کی حقیقت

دیگر مسائل کی طرح اِس مسئلہ میں بھی مخالفین نے حقیقت ومجاز کی شرط کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے محض معنوں کا سہارا لیکر حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ یہ قطعی طور پر کھلی اور واضح حقیقت ہے کہ اِن دونوں الفاظ کا اطلاق حقیقی معنوں پر بھی ہوتا ہے اور مجازی معنوں پر بھی۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ چند مُعتبر کُتب سے اس کے دونوں حقیقی، مجازی اور دیگر کئی اصطلاحی معنے ملاحظہ فرمائیں۔ اِس کے بعد اِن الفاظ کے مجازاً مستعمل ہونے کے متعلق چند حوالے پیش کیے جائیں گے۔

## فیروزُ اللُّغات

☆ نذر کے حقیقی معنے:۔ (۱) مَنّت، صدقہ، قربانی، بھینٹ۔

☆ نذر کے مجازی معنے:۔ (۲) نیاز، تحفہ، فاتحہ

☆ نذر کے لغوی معنے :۔(۳) اپنے اُوپر کوئی چیز واجب کر لینا۔

☆ نذر پکڑنا:۔ ہدیۃً دینا، تحفۃً دینا پیشکش کرنا۔

☆ نذر دینا:۔(۱) کسی بڑے کے سامنے کوئی چیز یا نقدی بطور تحفہ پیش کرنا۔

(۲) فاتحہ کرنا۔

☆ نذر کرنا:۔(۱) بھینٹ چڑھانا (۲) پیش کرنا (۳) رشوت دینا (۴) پُوجنا (۵) حوالہ کرنا، سپُرد کرنا

☆ نذر ماننا:۔ کسی بات یا عہد کو اپنے اوپر واجب کر لینا۔

☆ نذر ہے:۔ حاضر ہے، موجود ہے۔

☆ نذریں گذارنا:۔ حاکم کے سامنے تحفے اور نقدی پیش کرنا۔

☆ نذرانہ:۔(۱) پیشکش (۲) تحفہ ، ہدیہ (فیروزُ اللُّغات صفحہ نمبر ۱۱۷۷)

☆ نیاز:۔(۱) حاجت (۲) احتیاج (۳) آرزو (۴) تمنا (۵) میل خواہش (۶) اِظہارِ محبت (۷) انکسار (۸) عاجزی (۹) مسکینی (۱۰) تبرّک (۱۱) تحفہ درویشاں (۱۲) نذر (۱۳) بھینٹ (۱۴) چڑھاوا (۱۵) مَنّت (۱۶) اِلتجا (۱۷) ملاقات (۱۸) واقفیت (۱۹) روشناسی (۲۰) جان پہچان۔ (فیروزُ اللُّغات۔ مطبوعہ فیروز سنز لاہور صفحہ ۱۲۰۸)

☆ نیاز دلوانا:۔(۱) فاتحہ دلوانا (۲) درُود فاتحہ دِلوانا۔

☆ نیاز کرنا:۔(۱) نیاز دلانا (۲) فاتحہ دلانا (۳) کسی بزرگ کے نام کا کھانا کرنا (۴) نذر کرنا (۵) بھینٹ کرنا (۶) نذر چڑھانا (۷) نذر پکڑنا (۸) صدقہ کرنا (۹) نثار کرنا (۱۰) دینا (۱۱) حوالہ کرنا۔

## یارھویں شریف

لے یارھویں والے دا ناں تے ڈُبی ہوئی تر جائیں گی

جے نہ بیعت دا پٹہ گل پایا موت جاہلاں مر جائیں گی

توں مرشد پکڑ وسیلہ رب دے گھر جائیں گی

گیاں وہلیاں وقت وہا توں سِکدی مر جائیں گی

چھڈ غوث پیا دے در نوں توں کیہڑے در جائیں گی

لے یارھویں والے دا ناں تے ڈُبی ہوئی تر جائیں گی

غوث پیا توں میں صدقے جانواں جندڑی اپنی میں گھول گھمانواں

جس دی لوح محفوظ نگاہ نی ڈُبی ہوئی تر جائیں گی

جو کوئی اُس دے دَر تے جاوے اُوس توں خالی مول نہ آوے

بیٹھاں قدماں کُل اَولیاء ، نی ڈُبی ہوئی تر جائیں گی

جو کوئی غوث دی یارھویں دیوے گھر بیٹھیاں سب نعمت لیوے

ہو جاوے فضل خدا ، نی ڈُبی ہوئی تر جائیں گی

رَل مِل کے تے سب بہہ جایئے مدح مناقب غوث دے گایئے

دیوے گا رنگ چڑھا ، نی ڈُبی ہوئی تر جائیں گی

چوری نوں جد چور اِک آیا غوث الاعظم کرم کمایا

دِتا سی قطب بنا ، نی ڈُبی ہوئی تر جائیں گی

شاہ نقشبند تے غوث سی آئے اِسماعیل دے پیر نوں فیض پہنچائے

دِتا سی رنگ چڑھا ، نی ڈُبی ہوئی تر جائیں گی

ڈاکواں جنگل وچہ گھیرا پایا عجمیاں غوث دا نام تہایا
کھڑاواں مار کے تے لیا سی بچا ، نی ڈُبی ہوئی تَر جائیں گی

یاراں قدمی رکھ میں واری نزہتہ الخاطر الفاطر چہ قاری
لکھے عمر بازار تھیں لیا ، نی ڈُبی ہوئی تَر جائیں گی

عبدالقادر شیاء للہ اعینونی یا عباد اللہ
کڈھ طبرانی جا ، نی ڈُبی ہوئی تَر جائیں گی

حسنی حسینی پشت غوث دی اے یارھویں صحیح وصال عبدالحق دسے یارھویں
ما ثبت بالسنۃ دکھا نی ڈُبی ہوئی تَر جائیں گی

یارھویں چنوں خود غوث الاعظم پاک نبی دا کرن سی چہلم
ویکھ یافعی دی قرۃ الناظرۃ ، نی ڈُبی ہوئی تَر جائیں گی

اِک بُڈھی نے عرض گزاری بیڑی سنے جنج ڈب گئی سی ساری
گئے باراں سال وہا ، نی ڈُبی ہوئی تَر جائیں گی

ڈبیا پُت دریا وچہ میرا گل ولیاں دے کندھے قدم ہے تیرا
کہیا فکر نہ کر گھر جا ، ڈُبی ہوئی تَر جائیں گی

غوث پیا نے ہتھ اُٹھائے زور دے نعرے تِن لگائے
یوسفؔ بیڑی بنّے لگی سی آ ، ڈُبی ہوئی تَر جائیں گی

پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی جناب حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ منقبت اِس قدر مشہور ہوئی کہ ہر اپنے بیگانے موافق ومخالف کی زبان پر چڑھی ہوئی ہے۔

---

نوٹ: یہ منقبت مجمع انوارِ نگینہ پیر صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی صاحب نے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی کو بغرض اشاعت عنایت فرمائی۔

## پہاڑوں کے برابر قرض سے نجات کا وظیفہ

ایک جمعۃ المبارک کے دن حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: "اے معاذ کیا وجہ ہے میں نے تمہیں نماز جمعۃ المبارک میں نہیں دیکھا؟ عرض کیا' (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میں نے ایک یہودی کا ایک اُوقیہ سونا قرض دینا تھا میں آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے کے لئے نکلا تو یہودی نے مجھے روک لیا۔ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں وہ دُعائیہ کلمات نہ سکھاؤں کہ تو اُن کلمات سے دُعا کرے تو اگر صبیر پہاڑ جتنا بھی تم پر قرض ہوا تو اللہ (عزوجل) تمہاری طرف سے اُدا فرمادے گا۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پڑھو:-

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ز وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ز وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ٥ (آل عمران: ۲۷-۲٦)

اِن کے ساتھ یہ کلمات پڑھو: رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمُهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا ارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهِمَا عَنْ رَّحْمَةٍ مِّمَّنْ سِوَاكَ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَتَوَفَّنِيْ فِيْ عِبَادَتِكَ وَجِهَادًا فِيْ سَبِيْلِكَ

"آپ (ﷺ) فرمائیں! اے میرے اللہ (جل جلالک) اے ملکوں کے مالک' تو جسے چاہے' بادشاہی عطا فرمادے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت عطا فرمائے' بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل فرما دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل فرما دیتا ہے تو ہی بے جان سے جاندار پیدا فرماتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا فرماتا ہے اور تو ہی جسے چاہتا ہے بے گنتی رزق عطا فرماتا ہے۔ اے دُنیا اور آخرت کے رحمان ورحیم اُن میں سے جو جسے تو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اُن میں سے جس سے جو چاہتا ہے روک لیتا ہے۔ مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے دوسروں سے غنی کر دے۔ مجھے فقر سے غنی کر دے میری طرف سے قرض اَدا فرمادے مجھے اپنی عبادت میں مصروف فرمادے اور اپنی راہ میں جہاد کی حالت میں موت عطا فرما"۔ (ہر نماز کے بعد پانچ (۵) بار پڑھیں۔ اوّل آخر تین تین بار درود شریف بھی پڑھیں)

ادر منثور جلد۲ ص ۱۷۲' الترغیب والترہیب جلد۲ ص نمبر ۶۱۵' مجمع الزوائد میں دعا من سوا ک تک ہے جلد۱۰ ص ۱۸۶۔

ہفتہ وار
تعلیمی، تربیتی اور روحانی اجتماع
اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے فضل وکرم اور نبی کریم رؤف
ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عنایات سے نور علم سے فیض یاب ہونے کے لئے ہر ہفتہ کے دن
مغرب تا رات 10:30 بجے جامع مسجد نگینہ‘ 977-A‘ بلاک ’B-III
گجر پورہ سکیم لاہور میں تشریف لائیں۔
اس تربیتی، تعلیمی وروحانی اجتماع کا مقصد دینی بھائیوں کو دعوت وتبلیغ
کا طریقہ کار سکھانا اور عقائد کی پختگی واعمال کی درستگی کی تحریک پیدا کرنا ہے۔
مفتیان دین اور علماء کرام تربیتی خطابات فرماتے ہیں۔
خادم دین اسلام
خصوصی بیان
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
ایڈیٹر ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور
الداعی الی الخیر
انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب
042-36880027-28،0300-4274936
اشاعت دین اسلام کے لیے آپ اپنے عطیات اس بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کرواسکتے ہیں۔
بینک اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بینک شادباغ لاہور۔